سِلسلہ
مواعظ حسنہ نمبر ۸

حقوق النِّساء

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر
کُتب خانہ مظہری
گلشنِ اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
کراچی فون ۴۶۸۱۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

جنوبی افریقہ کے بعض احباب خصوصی کی دعوت پر اس سال جنوری ۲۰۰۹ء میں مُرشدی حضرت اقدس مولانا محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا سفر جنوبی افریقہ کا ہوا سفر کے آغاز میں پہلے عمرہ ادا فرمایا اور سعودی عرب میں پندرہ دن قیام رہا اور وہاں سفر کے داعی و منتظم مولانا حسین بھیات صاحب جنوبی افریقہ سے ہمراہی کے لئے تشریف لائے۔

چنانچہ ۲۷ر جنوری ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ حضرت والا مع راقم الحروف اور مولانا حسین بھیات کے جنوبی افریقہ پہنچے۔

اسی دن رات کو بعد نماز عشا مولانا حسین بھیات صاحب کے مکان واقع لنیشیا (LENASIA) میں بہت سے اہل علم حضرات ملاقات کے لئے جمع ہو گئے اور حضرت اقدس دامت برکاتہم حسب عادت شریفہ ارشادات سے مستفید فرمانے لگے۔ دورانِ گفتگو بیویوں کے حقوق پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان فرمایا۔ بعد میں حاضرین کرام نے فرمایا کہ ہم کو بہت نفع ہوا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد ایک عالم نے فرمایا کہ حضرت آپ نے یہاں کے لوگوں کی دُکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا ہے جو اکثر اس مرض میں مبتلا ہیں اور بیویوں کے حقوق میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور خواہش ظاہر کی کہ یہ بیان دوبارہ کسی مجمع میں ہونا چاہیئے تاکہ نفع عام ہو اور یہ باتیں سب کے

کانوں میں پہنچ جائیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ بہت نفع کی توقع ہے۔

اگلے دن بھی بہت سے حضرات نے یہ فرمائش کی کہ یہ بیان کسی مسجد میں بڑے مجمع کے سامنے ہونا چاہیئے اور بہت سے اہل علم حضرات نے جو رات کی مجلس میں حاضر تھے کہا کہ رات کے بیان سے ہماری آنکھیں کھل گئیں اور ہم نے اپنی بیویوں سے معافی مانگی ہے اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک شروع کردیا ہے۔

چنانچہ اعلان شدہ نظم کے مطابق ۳۰ رجنوری بروز منگل بعد نماز عشا مسجد آزاد وِل میں بیان تجویز تھا حضرت والادامت برکاتہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مخلوقِ خدا پر رحم اور ان کو ایذا نہ پہنچانا اور بیویوں کے ساتھ حسن سلوک پر بیان فرمایا جو اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا کا مصداق اور ایسا پُر درد اور اثر آفریں تھا کہ خواص و عوام سب اشکبار تھے۔ عجیب منظر تھا کہ حضرت اقدس کی زبانِ عشق، درد میں ڈوبا ہُوا کلام اور اشکبار آنکھیں لوگوں کو تڑپا رہی تھیں اور یوں معلوم ہو رہا تھا کہ دلوں کی زمین سخت پیاس میں آبِ ہدایت کو جذب کر رہی ہے۔

اُف کلیجے منہ کو آتے ہیں تری آواز سے
کس قیامت کی تڑپ اُف تیرے افسانے میں ہے (جامع)

قال تو پیدا شود از حال تو
حال تو شاہد بود بر قال تو (جامع)

اور محسوس ہو رہا تھا کہ عالمِ غیب سے مضامین وارد ہو رہے ہیں الفاظ و معانی کے سر بھر جام و مینا کے ساتھ ؎

جنت کی مے پیئے ہوئے ساقی تھا مستِ جام
ساغر تھا، دورِ مے تھا، مقابل میں ہم بھی تھے (جامع)

اور احقر جامع کو اس وقت حضرت والا کے یہ اشعار یاد آرہے تھے جو حضرت

والا نے اہلِ دل ، اہلِ عشق کے لئے فرمائے ہیں ؎

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے
خرد ہے محوِ حیرت اُس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پا سکتے نہیں دردِ نہانی
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں
مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے
یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دُعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

اگلے دن بہت سے حضرات نے بیان کیا کہ حضرت کے وعظ سے ہم پر منکشف ہوا کہ اپنی بیویوں کے معاملہ میں ہم ظالم تھے ۔ چنانچہ واپسی پر ہم نے رات ہی کو اپنی بیویوں سے معافی مانگی اور عہد کیا کہ آئندہ ان پر کبھی زیادتی نہ کریں گے ۔ ایک دارالعلوم کے مہتمم صاحب نے فون پر حضرت والا کو بتایا کہ وعظ سُن کر جب میں گھر گیا تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ آج تک آپ کے حقوق میں جو مجھ سے کوتاہیاں ہُوئی ہوں ان کو اللہ کے لئے معاف کر دو اور جیب میں جو کچھ پیسہ

تھا ان کو دے دیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ ہر ماہ کچھ رقم الگ سے جیب خرچ کے لئے دے دیا کروں گا جس کا کوئی حساب نہ لوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ بیوی کا یہ حق جو حکیم الامت نے بیان فرمایا ہے کہ بیوی کو کچھ رقم ہر ماہ جیب خرچ دے دو جس کا اس سے پھر کچھ حساب نہ لو اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بہت اہم چیز کی طرف توجہ دلائی بیوی کے حقوق کے بارے میں ہم لوگوں کو عظیم تنبیہ ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اسی طرح بہت سے اور علماء نے بھی اسی قسم کے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

کچھ عرصہ بعد اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ بھی سننے میں آیا کہ ایک صاحب جو اپنی بیوی کو بہت ستایا کرتے تھے اس بار جب دینی سفر پر جانے لگے تو اہلیہ سے کہا کہ میں نے آج تک جو تم پر ظلم کئے ہیں اس کی معافی چاہتا ہوں۔ میرا کہا سنا معاف کر دینا تو وہ بے چاری گھبرا گئی اور مہتمم دار العلوم آزادول مولانا عبدالحمید صاحب کی اہلیہ کو فون کیا کہ آج نہ معلوم کیا بات ہے کہ میرے شوہر مجھ سے معافی مانگ کر گئے ہیں جب کہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے خوف ہو رہا ہے کہ شاید انہیں کشف ہو گیا کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے اور اب کبھی واپس نہیں آئیں گے اس لئے معاف کرا کے گئے ہیں۔ تو مہتمم صاحب کی اہلیہ نے اس کو تسلی دی کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمارے ملک میں آج کل ایک مولانا صاحب آئے ہوئے ہیں جو بیویوں کے حقوق بیان کر رہے ہیں۔ تمہارے شوہر نے بھی ان کا وعظ سنا ہوگا۔ یہ اسی کا اثر ہے۔

چند ماہ قبل مولانا حنیف صاحب اور مولانا ہارون صاحب جنوبی افریقہ سے کراچی خانقاہ میں کچھ عرصہ کے لئے تشریف لائے اور ان حضرات نے بتایا کہ حضرت کے بیان سے جنوبی افریقہ کے اکثر احباب نے بیویوں کے حقوق میں بہت

کریمانہ اور مشفقانہ برتاؤ شروع کردیا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالك

وعظ کی نافعیت کے پیشِ نظر کیسٹ سے نقل کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور اس کے مسودہ کو از ابتداء تا انتہاء حضرت والا نے خود مطالعہ بھی فرمالیا ہے اور اس کا نام "حقوق النساء" تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرف قبول عطا فرمادیں اور اُمتِ مُسلمہ کے لئے نافع فرمادیں اور حضرت مؤلف دامت برکاتہم اور مرتب ومعاونین کے لئے صدقۂ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنادیں۔ آمین یارب العالمین بحرمة سید المرسلین علیه الصلوة والتسلیم

جامع و مرتب

یکے از خدام حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب
دامت فیوضہم

جفائیں سہہ کر دُعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پر دلِ حزیں کا
نہیں خبر تھی مجھے یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چُپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

حقوق النساء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ
الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ
الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَعَاشِرُوْ
هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا
وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ

(بخاری ص۷۷۹ ج ۲)

معزز حاضرین اور علماء کرام و طلباء کرام اور محترم سامعین حضرات!
میں کوشش کروں گا کہ آسان اُردو میں آپ کے سامنے اپنی بات پیش کروں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ حضرات اُردو سمجھ لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس وقت ایک بہت اہم مضمون پیش کر رہا ہوں جس میں ہم لوگوں سے بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں چاہے وہ پیر ہو، عالم ہو، تاجر ہو جاہل ہو یہ مضمون جو میں پیش کروں گا ہر طبقہ کے لئے نہایت ضروری مضمون ہے اور وہ مضمون کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔

حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بخاری کی شرح عمدۃ القاری

لکھی ہے ، حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ابرار کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں۔ یہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسے تابعی ہیں جنہوں نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی ہے۔ محدثین لکھتے ہیں

اِنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِیْ قَدْ رَاٰی مِائَۃً وَ عِشْرِیْنَ صَحَابِیًا

ایک سو بیس صحابہ سے ملاقات کرنے والے یہ تابعی خواجہ حسن بصریؒ جب پیدا ہُوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سُنتِ تحنیک ادا فرمائی تھی اور سنتِ تحنیک کیا ہے ؟ جب بچّہ پیدا ہو تو خاندان کا کوئی نیک آدمی شہد یا کھجور کھا کر اس کا تھوڑا سا لعاب بچہ کے منہ میں ڈال دے۔ اس سنت کا نام سنتِ تحنیک ہے۔ یہ سنتِ تحنیک خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی۔ صحابہ میں سب سے پہلے جس کو امیر المؤمنین کا لقب ملا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ، جن کے اسلام لانے سے آسمانوں پر خوشیاں منائی گئیں۔ اور یہ شرف ملا کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابن ماجہ ص۱۱) آج عمر کے اسلام لانے سے آسمان پر فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں۔ آپ سوچئے کہ کیا درجہ تھا ان حضرات کا کہ جن کے اسلام لانے سے ، کلمہ پڑھنے سے آسمانوں پر فرشتوں نے خوشیاں منائیں اور یہ خبر دینے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت ایک آیت لے کر نازل ہوئے وہ آیت کیا تھی ؟ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ ۱۰ سورہ انفال)

اے نبی آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور آپ کے تابعدار اور غلام یہ مومنین بھی آپ کے لئے کافی ہیں۔ اس سے پہلے یہ آیت نازل نہیں ہوئی حالانکہ چالیس آدمی ایمان لا چکے تھے۔ ان کے ایمان لانے کے بعد یہ آیت نازل ہُوئی اس کی

شانِ نزول حضرت عمرؓ ہیں یعنی ان کا اسلام لانا اس آیت کے نزول کا سبب ہوا کہ اے نبی اللہ آپ کے لئے کافی ہے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بہادر اور طاقتور صحابی آپ کو دیا جارہا ہے ایسے تابعدار مومنین بھی آپ کے لئے کافی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ کو کیوں عطف کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی کفایت کے باوجود ایمان والوں کی کفایت یعنی کافی ہونے کا تذکرہ کیوں کیا گیا۔ جس کے لئے اللہ کافی ہو جائے تو اللہ کے کافی ہوتے ہوئے پھر مؤمنین کی کفایت کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان دکھانی تھی کہ ان کے آتے ہی کعبہ میں اذان ہوئی اور جماعت سے نماز ادا کی گئی۔ ان کے ایمان لاتے ہی صحابہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا یہاں تک کہ کعبہ تک تکبیر کی آواز پہنچ گئی۔ اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو ہم خفیہ نماز کیوں ادا کریں لہٰذا دو صفیں بنائیں۔ ایک صف میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا، ایک صف میں خود ہوئے اور بیچ میں شمع نبوتؐ کو رکھا اور یہ دو صفوں کے ساتھ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبۃ اللہ میں آئے اور نماز ادا کی اور اسلام کو سربلند کر دیا۔ کان الاسلام قبل اسلام عمر فی غایۃ الخفاء وبعدہ علی غایۃ الجلاء اسلام پہلے جتنا پوشیدہ تھا ان کے ایمان لانے کے بعد اتنا ہی واضح ہو گیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کفایت کے ساتھ مؤمنین کی کفایت کو اس لئے فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی کفایت ہے کہ اصل میں تو اللہ ہی بندہ کے لئے کافی ہے لیکن ایک کفایت ظاہری بھی ہوتی ہے فوج و لشکر کی طاقت بھی ہوتی ہے تاکہ ظاہری طور پر

بھی دشمنوں پر رُعب جم جائے۔ یہ رَمل کیوں ہے کہ دوڑ کر چلو؟ کافروں پر رُعب جمانے کے لئے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اے نبی اصل کافی تو آپ کے لئے اللہ ہی ہے لیکن حضرت عمر جیسا بہادر صحابی اور دُوسرے جاں نثار صحابہ آپ کو دے رہا ہوں تاکہ ظاہری طور پر بھی دشمنوں پر رعب جم جائے۔ معلوم ہُوا کہ اسبابِ ظاہرہ بھی نعمت ہیں۔ اپنے دوستوں کی تعداد پر شکر ادا کیجئے۔ اگر آپ مہتمم ہیں کسی ادارہ کے مدیر ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمت میں مدد کرنے والے دے دیں تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیونکہ یہ کفایتِ ظاہرہ میں سے ہیں۔ کفایتِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بندہ کے لئے کافی ہے مگر ظاہری اسباب بھی ایک نعمت ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام کو کس قدر ترقی ہُوئی۔

تو حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی تحنیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی۔ کیا خوش نصیب بچّہ ہے یہ کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لعابِ دہن جس کے سینہ میں اُتر گیا ہو اس کے علم و فضل کا کیا عالم ہوگا اور ان کی ماں اُمّ المومنین حضرت اُم سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں نوکری کرتی تھیں جھاڑو لگاتی تھیں سودا لاتی تھیں۔ سُبحان اللہ! کیا مُبارک بچّہ ہے یہ کہ جس کی ماں کو نبوّت کے خاندان میں، نبیؐ کے گھرانہ میں نوکری مل جائے۔ حضرت خواجہ حسن بصری جب رونے لگتے تھے اور ان کی ماں وہاں موجود نہ ہوتی تھیں تو حضرت اُمّ سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا دُودھ پلا دیتی تھیں۔ محدّثین نے لکھا ہے کہ یا تو ایسے ہی بہلانے کے لئے چھاتی منہ میں دے دیتی تھیں جس سے بچے بہل جاتے ہیں یا پھر کرامت کے طور پر دودھ نکل آتا تھا۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ابرار آگے آرہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری ص۶ ج۱)

کامل اور پکا مُسلمان، اللہ کا بہت پیارا مُسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور اور اس کے ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں پر علامہ بدرالدین عینیؒ نے ایک علمی اشکال قائم کیا ہے کہ کیا پاؤں سے مارنے کی اجازت ہے کیونکہ حدیث میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ زبان سے تکلیف نہ دو اور ہاتھ سے تکلیف نہ دو۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جو اعضاء تکلیف پہنچانے میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں وہ صرف دو ہیں۔ زبان اور ہاتھ۔ لات کی نوبت تو بہت کم آتی ہے۔ تو جب کثیرالاستعمال (زیادہ استعمال ہونے والے) اعضاء کو تکلیف پہنچانے سے حفاظت کی مشق ہو جائے گی تو پاؤں سے مارنے کی تو بہت کم نوبت آتی ہے۔ اس کا قابو میں کرنا تو بہت آسان ہو جائے گا۔

ایک ہندو نے حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب سے پُوچھا تھا کہ مُسلمان وہ ہے کہ جس کی ایذارسانی سے صرف مسلمان بچے رہیں تو اس کے معنی یہ ہُوئے کہ غیر مسلموں یعنی ہندوؤں اور کافروں کو خوب ایذاء پہنچائی جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں؛ چونکہ مسلمان کا واسطہ کثرت سے مسلمانوں ہی سے پڑتا ہے تو جب اکثر آپس میں ساتھ رہنے والے اپنے رہن سہن میں ایک دُوسرے کو اذیت سے بچالیں گے تو ہندوؤں سے مُلاقات اور لین دین تو کبھی کبھی ہوتا ہے ان کو بدرجۂ اولیٰ مسلمانوں سے سلامتی رہے گی۔ جیسے دو برتن جو ساتھ رہتے ہیں جب ان میں کھٹ پٹ نہیں ہوتی تو جو برتن دُور رہتے ہیں ان سے کیسے لڑائی ہو گی۔ البتہ حالتِ جہاد مستثنیٰ ہے۔ لیکن عام حالات میں جب غیر مسلم صلح کرلیں یا مسلمانوں کو نہ ستائیں تو بدرجۂ اولیٰ مُسلمانوں کے زبان و ہاتھ سے امن میں رہیں گے کیونکہ ان سے زیادہ معاملہ نہیں پڑتا۔ یہ جواب شیخ نے دیا جو مجھ سے نقل فرمایا۔

ایک علمی اشکال علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اور فرمایا کہ یہ بتائیے کہ کیا زبان سے

کوئی تکلیف دے سکتا ہے۔ زبان میں تو ہڈی بھی نہیں، گوشت کا ایک نرم سا ٹکڑا ہے۔ زبان سے اگر کوئی کسی کو مارے تو کیا چوٹ لگے گی یا زبان کے الفاظ سے تکلیف ہوتی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِهٖ

یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان کے الفاظ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس اشکال کا جواب دیتے ہیں کہ نہیں! بعض وقت بغیر الفاظ کے بھی زبان سے لوگ تکلیف دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم نبوت کو کمالِ بلاغت دیا گیا تھا اس لئے آپ نے مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِهٖ نہیں فرمایا تاکہ اس حدیث میں وہ لوگ بھی شامل ہو جائیں مَنْ اَخْرَجَ لِسَانَهٗ اِسْتِهْزَاءً جو کسی کا مذاق اڑانے کے لئے زبان کو نکال کر ہلا دیتے ہیں۔ اس وقت وہ شخص زبان سے بالکل کوئی الفاظ نہیں نکالتا۔ صرف زبان کو نکالا اور چڑانے کے لئے ذرا سا ہلا کر بھاگ گیا۔ اکثر بچے ایسا کرتے رہتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ پٹائی ہو رہی ہے اور بدلہ نہیں لے سکتے تو ایسا کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ کبھی بعضے بڑے بھی کر جاتے ہیں کہ زبان کو باہر نکالا اور دائیں بائیں کو ہلا دیا۔ اور اس طرح مذاق اڑا دیتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے۔

دیکھئے کلام نبوت کی کیا بلاغت ہے

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ فرمایا کہ اس میں وہ لوگ بھی داخل ہو گئے جو صرف زبان سے تکلیف پہنچا دیتے ہیں اگرچہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے۔ اگر مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِهٖ ہوتا تو زبان سے تکلیف پہنچانے والے اس حدیث میں شامل نہ ہوتے۔ یہ کلام نبوت کی بلاغت کا اعجاز ہے۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ ابرار کون لوگ ہیں۔ دیکھئے دو ہی قومیں ہیں ایک ابرار،

دوسری فجار۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ (پارہ ۳۰ سورہ انفطار)

نیک بندے جنت میں عیش کریں گے۔

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (پارہ ۳۰ سورہ انفطار)

اور نافرمان لوگ جہنم میں جلیں گے۔

تو ہم کیسے ابرار بن جائیں ، کیسے نیکوں کے رجسٹر میں ہمارا نام درج ہو جائے اور ابرار کے کیا معنیٰ ہیں۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ابرار وہ لوگ ہیں

اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ (عمدۃ القاری صـ۱۳۲ ج ۱)

جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں۔

وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ (عمدۃ القاری صـ۱۳۲ ج ۱)

جو نافرمانی سے خوش نہ ہوں ۔ نہ اپنے گناہ سے خوش ہوں نہ دوسرے کے گناہ سے خوش ہوں ۔ اللہ کی نافرمانی دیکھ کر ان کا دل غمگین ہو جائے۔ چاہے اپنا گناہ ہو یا کسی دوسرے کو گناہ کرتے دیکھا تو دل کو صدمہ پہنچ جائے ۔ یہ اللہ کے تعلق کی دلیل ہے۔ کسی کو اپنے باپ سے محبت ہو تو باپ کی نافرمانی کرنے والے بھائیوں کو دیکھ کر دل غمگین ہو جاتا ہے کہ تم کیسے ہمارے بھائی ہو کر ابا کو تکلیف دیتے ہو ۔ تو جو لوگ ربا کو ناراض کر رہے ہیں ان کے گناہوں کو دیکھ کر مومن جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے صدمہ محسوس کرتا ہے ۔

میرے مُرشدِ اوّل شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک اللہ والے جا رہے تھے ۔ اُنھوں نے کسی کو گناہ کرتے دیکھ لیا۔ بس لوٹ آئے ۔ اتنا صدمہ پہنچا کہ چلنے کی طاقت ختم ہو گئی ۔ آکر چارپائی پر لیٹ گئے۔ چادر

اوڑھ لی، رونا شروع کر دیا، غمگین ہو گئے کہ ہائے میرے اللہ کی نافرمانی کی جا رہی ہے۔ دو گھنٹے کے بعد جب پیشاب کرنے گئے تو پیشاب میں خون آ گیا۔ اتنا صدمہ پہنچا۔ یہ ہیں اللہ والے لوگ۔ آج ہم گناہ کرتے ہیں اور ڈکار بھی نہیں لیتے خانقاہوں کے ماحول میں، اللہ والوں کے ماحول میں۔ سوچو کہ قیامت کے دن جب پوچھا جائیگا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے دینی ماحول دیا تھا، نیک بندوں کے ماحول میں رہ کر تم ایسی بدمعاشیاں کرتے تھے۔ سوچئے اور اپنا حساب لیجئے۔ بس یہ اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جو ہمیں عذاب میں نہیں پکڑتے۔ حلیم ہیں وہ کریم ہیں وہ بس موقع دے رہے ہیں کہ شاید اب توبہ کر لے، شاید اب توبہ کر لے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے مجھ کو اپنا شعر خود سُنایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج جو آپ سے خطاب کر رہا ہے بڑے بڑے بزرگوں کے ساتھ اس کو رہنے کی اللہ پاک نے اپنے کرم سے بدُون استحقاق سعادت بخشی۔ مفتی صاحب نے اپنا یہ شعر سُنایا ؎

ظالم ابھی ہے فُرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گِرا پھر سنبھل گیا

یعنی اگر انسان توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں گنہگار کی توبہ، گریہ وزاری، آہ و زاری اور ندامت کے آنسوؤں کی کیا قیمت ہے اس کو سُن لیجئے جب گنہگار بندہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ کے سامنے روتا ہے کہ اے خدا مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے بخش دیجئے مجھ کو معاف کر دیجئے مجھ کو ذلیل نہ کیجئے مجھ کو سزا نہ دیجئے میں کمزور ہوں آپ کے دوزخ کے عذاب کی مجھ کو برداشت نہیں ہے تو اس وقت اس کے آنسو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کئے جاتے ہیں۔ دیکھئے جلال الدین رُومیؒ جن کو ساری دُنیا کے عُلماء تسلیم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ؎

کہ برابر می کند شاہِ مجید
اشک را در وزن با خونِ شہید

اللہ تعالیٰ ندامت کے آنسوؤں کو، اللہ کے خوف سے نکلے ہوئے آنسوؤں کو شہید کے خون کے برابر وزن کرتا ہے۔

(احقر جامع عرض کرتا ہے کہ اسی مضمون پر صاحبِ وعظ حضرت مُرشدی دامت برکاتہم کے دو اشعار نہایت درد انگیز ہیں اور پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ مولانا رُومی ہی کا کلام ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

قطرۂ اشکِ ندامت در سجُود
ہمسری خُونِ شہادت می نمُود

ترجمہ: ندامت کے آنسوؤں کے وہ قطرے جو سجدہ میں گنہگاروں کی آنکھوں سے گرتے ہیں اتنے قیمتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ قَطْرَةِ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ قَطْرَةِ دَمٍ يُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ (مشکوٰۃ۔ کتاب الجہاد ص۳۳۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دو قطروں سے زیادہ محبوب نہیں۔ ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دُوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔

اور حضرت والا کا دُوسرا شعر ہے ؎

ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے
آں زمیں باشد حریمِ آں شہے

ترجمہ: جہاں اللہ کا کوئی عاشق سجدہ میں روتا ہے تو اُس وقت زمین کا وہ ٹکڑا اس عاشق کے لئے حریم بارگاہِ حق بن جاتا ہے۔ (جامع)

اور گڑگڑا کر معافی مانگنے والوں کے لئے علامہ آلوسی تفسیر رُوح المعانی پارہ نمبر ۳۰ سُورہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا کی تفسیر میں ایک حدیث قدسی نقل کرتے ہیں۔ حدیثِ قدسی وہ حدیث ہے جو زبانِ نبوّت سے نکلے مگر نبی کہدے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گڑگڑا کر معافی مانگتا ہے کہ اللہ مجھ سے بڑے گناہ ہوگئے آپ مجھ کو معاف کردیجئے قبر میں کیا منہ لے کر جاؤں گا، قیامت کے دن آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو اس کا یہ گڑگڑانا اتنا اللہ کو پسند ہے کہ اُس کے گڑگڑانے کی اس آواز کو اللہ تعالیٰ لوگوں کی سُبحان اللہ سُبحان اللہ کی تسبیحات سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اب حدیث قدسی کے الفاظ بھی سُن لیجئے۔ اہلِ علم حضرات تفسیر رُوح المعانی پارہ نمبر ۳۰ سُورہ انا انزلنا کے ذیل میں اس حدیث کو دیکھ لیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں:

لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ (ج ۳۰ ص ۱۹۶)

گنہگاروں کا رونا، آہ کرنا، گڑگڑانا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور بانی دیوبند مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک عجیب بات فرمائی جس کو میں نے اپنے شیخ و مُرشد اول شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سُنا جو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور حضرت مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے تھے۔ یہ دونوں بزرگ یعنی میرے مُرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندیؒ جون پُور میں ساتھ پڑھاتے تھے۔ اسی لئے مفتی اعظم پاکستان مفتی

شفیع صاحبؒ شاہ عبدالغنی صاحبؒ سے فرماتے تھے کہ حضرت آپ خالی میرے پیر بھائی نہیں ہیں۔ آپ کو میں اپنے اُستاد کے درجہ میں سمجھتا ہوں کیونکہ آپ میرے اُستاد مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندیؒ کے ساتھ پڑھاتے تھے۔

مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس مُلک میں بادشاہ کوئی چیز باہر سے منگاتا ہے، کسی دُوسرے ملک سے درآمد یعنی امپورٹ کرتا ہے اس کی زیادہ عزت و قدر کرتا ہے کیونکہ بادشاہ کے ملک میں وہ چیز نہیں ہے۔ تو مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت شان کی جو بارگاہ ہے وہاں آنسو نہیں ہیں اس لئے وہ ہمارے آنسوؤں کی بہت قدر کرتے ہیں کیونکہ آنسو تو گنہگار بندوں کے نکلتے ہیں فرشتے رونا نہیں جانتے کیونکہ ان کے پاس ندامت تو ہے نہیں۔ ان کو قُربِ عبادت حاصل ہے قربِ ندامت حاصل نہیں۔ قربِ ندامت تو ہم گنہگاروں کو حاصل ہے۔

اسی لئے مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

کبھی طاعتوں کا سُرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے مَلک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اللہ والوں کو ندامت کا جو حضور ہے فرشتوں کو یہ نعمت حاصل نہیں کیونکہ ان سے خطائیں نہیں ہوتیں وہ بے چارے ندامت کیا جانیں، ہر وقت سُبحان اللہ پڑھ رہے ہیں وہ تو مقدس مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے ایک ایسی مخلوق پیدا کی کہ جس کی ندامت کو دیکھیں یعنی بعض بندے باوجود عزم علی التقویٰ کے کبھی تقاضائے بشری سے مغلوب ہو کر خطا کر بیٹھیں گے تو اس غم سے کہ ہائے ہم نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا، ان کا دل خون ہو جائے گا اور وہ ندامت سے آہ و زاری کر کے معافی مانگ کر ہم کو راضی کریں گے اور ہم اس ندامت کی راہ سے ان کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔

علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر رُوح المعانی میں سُلطان ابراہیم ابن ادہم کا واقعہ لکھتے ہیں۔ دُنیاوی بادشاہوں کا تذکرہ کہیں تفسیر میں آسکتا ہے؟ یہ وہ سُلطان ہے کہ جس نے سلطنتِ بلخ اللہ کے نام پر لٹادی تو آج تفسیروں میں اس کا تذکرہ آرہا ہے۔ سلطنت دی خدا پر فدا ہو گئے تو

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

دیکھئے پارہ نمبر ۴ ، سُورہ آل عمران (رُوح المعانی ص۱۰۰)

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا کی تفسیر کے ذیل میں علامہ آلوسی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یعنی شیطان تم کو کب بہکاتا ہے، تمہارے اُوپر کب قدرت پاتا ہے؟ جب تم کوئی گناہ کرتے ہو۔ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا سے معلوم ہُوا کہ ایک گناہ سے دُوسرا گناہ پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے، بُرے اعمال کرتا ہے تو قلب میں ظلمت پیدا ہوتی ہے، پھر شیطان اس اندھیرے میں قبضہ جمالیتا ہے ورنہ شیطان کی طاقت نہیں ہے کہ وہ مومن کے دل پر قبضہ کرلے۔

لا مجال له علىٰ ابن آدم بالوسوسة الا اذا وجد ظلمة في القلب

شیطان کی مجال نہیں ہے کہ وہ بنی آدم کے دل پر قبضہ کرلے لیکن جب دل میں اندھیرا پاتا ہے تو مثل چمگادڑ کے آجاتا ہے اور گناہوں پر اُکسانے لگتا ہے۔ لیکن جب بندہ ندامت کے ساتھ توبہ کرلے تو ندامت کے نُور سے قلب پھر روشن ہو جائے گا اور پھر شیطان بھاگ جائے گا۔ جس کا دل چاہے شیطان کو جلد بھگانے کو وہ جلدی سے توبہ کرلے دیر نہ کرے ورنہ وہ اس دل کو اپنا اڈا اور مرکز بنالے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں سُلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے کہ یہ

طواف کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کر رہے تھے کہ اے خدا مجھ کو عصمت عطا کر دے یعنی مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو۔ معصوم ہو جاؤں تو دل میں آواز آئی کہ اے ابراہیم ابن ادہم!

كُلُّ عِبَادِهٖ يَسْئَلُوْنَهُ الْعِصْمَةَ

سارے انسان گناہوں سے معصوم ہونے کی درخواست کر رہے ہیں
اگر وہ سب کو معصوم کر دے

عَلٰى مَنْ يَتَكَرَّمُ وَعَلٰى مَنْ يَتَفَضَّلُ

تو پھر خدا کس پر کرم کرے گا اور کس پر مہربانی کرے گا۔
اگر سب مقدس فرشتے بن گئے تو اللہ کس کو معاف کرے گا، اس کی مغفرت کس پر ظاہر ہوگی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد علامہ اسفرائینی کا قول ملا علی قاری نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ انہوں نے بھی تیس برس تک درخواست کی کہ یا اللہ مجھ کو معصوم کر دے، مجھ سے کبھی کوئی غلطی نہ ہو، کوئی خطا نہ ہو۔ تیس برس کے بعد دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اتنے کریم ہیں لیکن میری تیس برس کی دُعا قبول نہیں کی۔ فوراً دل میں آواز آئی کہ اے اسفرائینی! تم معصوم بننا چاہتے ہو۔ لیکن معصومیت کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ تم میرا محبوب بننا چاہتے ہو۔ جب یہی مقصد ہے تو میں نے محبوب بنانے کی دو کھڑکیاں کھولی ہوئی ہیں۔ تو معصومیت اور تقویٰ والی کھڑکی ہی سے کیوں چپکا ہوا ہے۔ کیا تو ہماری یہ آیت تلاوت نہیں کرتا

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (پارہ ۲ سورہ بقرہ)

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بھی محبوب بنا لیتے ہیں۔
تو جب ہم نے ایک اور کھڑکی توبہ کی بھی کھول رکھی ہے تو اس کھڑکی سے

کیوں نہیں آتا۔ اگر خطا ہو جاتی ہے تو توبہ کر کے مجھ کو راضی کر لے۔ جو صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے اور پختہ عزم کرتا ہے کہ اے اللہ میں آئندہ ہرگز گناہ نہ کروں گا جان دے دوں گا مگر آپ کو ناراض نہ کروں گا لیکن باوجود پوری کوشش کے پھر اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے پھر یہ ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے، گڑگڑاتا ہے، عاجزی کرتا ہے اور آئندہ گناہ کا عزم نہیں رکھتا حدیث پاک میں ہے کہ ایسا شخص گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے چاہے دن میں ستر بار اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہو۔ لہٰذا تائبین کو مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

غالب نے کہا تھا کہ ؎

کعبہ کس مُنہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

الہ آباد کے وہ بزرگ جن کی خدمت میں مُصنّف عبدالرزاق پر عربی حاشیہ لکھنے والا مصنّف مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور مولانا علی میاں ندوی جیسے علماء تشریف لے جاتے ہیں اور میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لے جاتے ہیں یعنی حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم۔ انہوں نے فرمایا کہ غالب نے امّت کو مایوس کر دیا۔ اس شعر کو پڑھ کر جتنے گنہگار بندے ہیں مارے شرم کے کعبہ جانا چھوڑ دیں گے کہ ہمارا مُنہ اس قابل کہاں کہ کعبہ جائیں ہم تو گناہوں میں ملوث ہیں، لہٰذا اس شعر کی اصلاح شرعاً واجب تھی اور فرمایا کہ میں نے اس کی اصلاح کر دی ہے سُنو! آپ حضرات سے گذارش ہے کہ ایک اللہ والے کا کلام غور سے سُنئے اور فیصلہ کیجئے کہ ایک دُنیاوی شاعر اور ایک اللہ والے کے شعر میں کتنا زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

فرمایا کہ ؎

میں اسی مُنہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا
ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

آپ بتائیے کہ مچھلی کو کانٹے کے ذریعہ دس دفعہ پانی سے نکال لو اور ہر دفعہ پوچھو کہ کیا پانی میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے تُو دس دفعہ بے وقوفی کر چکی ہے دس دفعہ پانی سے باہر آچکی ہے تو وہ کہے گی چاہے ہزار دفعہ بیوقوفی کرلوں مگر پانی میری زندگی کی بُنیاد ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود مومن کی حیات ہے۔ ہم کب تک ان سے بھاگیں گے۔ چاہے ایک لاکھ گناہ شیطان کرادے لیکن ہم توبہ تلّا مچاکر، گڑگڑا کر، سجدہ میں رورو کران کو منائیں گے۔ اسی لئے ہمارے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو آدمی مایوس ہوجاتا ہے کہ میری توبہ بیکار گئی ارے بیکار نہیں گئی پھر توبہ کرلو، ان سے ٹوٹا ہُوا رشتہ پھر جوڑ لو۔ فرماتے ہیں ؎

یہ رشتہ محبّت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

کوشش تو کیجئے کہ نہ ٹوٹے، گناہ سے بچنے میں جان کی بازی لگا دیجئے۔

لیکن مان لو پھر بھی بار بار توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی مایوس نہ ہوں آپ بار بار توبہ کیجئے۔ توبہ کی قبولیت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس گناہ سے الگ ہو جائے، دل میں ندامت ہو اور پختہ عزم ہو کہ آئندہ ہرگز گناہ نہ کروں گا یعنی پھر گناہ کرنے کا دل میں ارادہ نہ ہو تو ایسی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔

لہٰذا ہرگز مایوس نہ ہوں۔ خطا ہو جائے رونا و گڑگڑانا شروع کر دیجئے۔ اللہ کے علاوہ اور کون ہے جو معاف کرے گا۔ ان کے در کے علاوہ اور کون سا در ہے جہاں ہم جائیں۔ لہٰذا عمر بھر کوشش میں لگا رہنا ہے، ان کو راضی کرنے کے لئے مر مر کے جینا ہے ؎

تمام عمر تڑپنا ہے موجِ مضطر کو
کہ اس کا رقص پسند آگیا سمندر کو

بزرگوں سے مشورہ لیجئے، اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھئے ایمان و یقین بنائیے۔ موت کا مراقبہ کیجئے قیامت کا اور دوزخ کا مراقبہ کیجئے۔ گناہوں سے بچنے کی تدبیریں اللہ والوں سے پوچھئے، ان کے پاس رہئے اور گناہوں کے ماحول اور اسباب سے بہت دُور رہئے ورنہ آدمی گناہوں کی طرف کھنچ جاتا ہے جیسے کسی بلّی کو دس حج کرا دو لیکن اس کے بعد اسے ایک چوہا دکھا دو تو اس بلّی کی مونچھیں کھڑی ہو جاتی ہیں یعنی اس کی مونچھوں پر تاؤ آجاتا ہے۔ اس کے بعد پھر غر غر غر غر شروع کر دیتی ہے۔ اسی طرح نفس مثل بلّی کے ہے۔ اگر گناہ سے بچنا ہے تو اسبابِ گناہ سے دُور رہئے۔ ورنہ نفس بلّی کی طرح گناہ کی طرف لپکنا شروع کر دے گا۔ جو شخص اپنے کو اسبابِ گناہ سے قریب کرتا ہے گویا اللہ کے غضب و لعنت میں گرفتار کرنے کو اپنے کو پیش کرتا ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (پارہ ۲، سورہ بقرہ)

یہ اللہ کے حدُود ہیں ان کے قریب بھی نہ رہنا۔

خیال کیجئے کہ کوئی شخص کم عمر خادمہ رکھ لے۔ آجکل یہاں (جنوبی افریقہ میں) جو غریب جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ مسلمان تو ملتے نہیں نوکری کے لئے یہی عیسائی لڑکیاں مل جاتی ہیں۔ پندرہ بیس سال کی لڑکی کو خادمہ رکھ لیا اور اس سے کپڑے دُھلوا رہے ہیں۔ رات دن بار بار اس پر نظر پڑ رہی ہے۔ کہتے ہیں یہ تو کالی ہے بدصُورت ہے۔ کیسی بھی ہو یاد رکھئے اس کے اندر خطرہ ہے۔

خوب غور سے سُن لیجئے کہ بلّی کتنی ہی بڈھی ہو جائے، چلنے میں بھی کانپ رہی ہو لیکن چوہا دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

نفس فرشتہ بھی ہو جائے، خوب تہجد پڑھے لیکن آپ کبھی عورتوں کے اور لڑکوں کے قریب نہ جائیں۔ ان سے بچئے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ خرید و فروخت میں، گھر میں، بازاروں میں، دفتروں میں ان سے بچئے۔ خصُوصاً جب عُمرہ کر کے آئیے تو ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹسوں کو آپا آپا کہہ کر باتیں نہ کیجئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپا کہنے سے ذرا کوک وغیرہ پلا دے گی۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ صبر کر لیں، جسم کو تکلیف دے دیں مگر اس سے کوئی گفتگو آنکھ اُٹھا کر نہ کریں نظر کی حفاظت کیجئے ورنہ عُمرہ کا سارا نور نکل جائے گا۔

اگر حکومت کا اعلان ہو جائے کہ تین دن پانی نہیں آئے گا۔ اُوپر سے آپ نے ٹنکی میں پانی بھرنا شروع کر دیا لیکن نیچے کی ٹونٹی کھلی چھوڑ دی۔ ساری رات آپ نے پانی بھرا لیکن صبح دیکھا تو سارا پانی چھت پر پڑا ہُوا ہے اور ٹنکی میں کچھ بھی نہیں ہے۔

اسی طرح ہم لوگ حج وعمرہ ذکر و تلاوت خُوب کرتے ہیں لیکن حواس خمسہ کی جو پانچ ٹونٹیاں ہمارے اندر ہیں ان کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ کان کی ٹونٹی سے گانا سُن لیا، غیبت سُن لی، آنکھ کی ٹونٹی سے نامحرم عورتوں کو دیکھ لیا، زبان کی ٹونٹی سے غیبت کرلی، جھوٹ بول دیا۔ اس طرح عبادات کا سارا نوُر ان ٹونٹیوں سے نکل جاتا ہے۔ اسی لئے ہمیں اللہ کے نام کی حلاوت نہیں ملتی، ہمارا نور تام نہیں ہوتا۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا سے اتمام نور کی نعمت کا پتہ چلتا ہے۔

مولانا رُومی فرماتے ہیں کہ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے ان کے ذکر اللہ اور تہجد اور جُملہ عبادات کی مثال ایسی ہے جیسے رات کو ایک گھر میں چور گھُسا۔ مال دار آدمی کو محسوس ہوگیا کہ میرے گھر میں چور آگیا ہے۔ پہلے زمانہ میں پتھر رگڑ کر روشنی کرتے تھے اس پتھر کا نام چقماق ہے۔ تو اس نے پتھر رگڑا کہ روشنی ہو جائے تاکہ میں چور کو پہچان لوں لیکن چور بھی بڑا ہوشیار تھا۔ وہ جتنا مال گٹھڑی میں سمیٹ رہا تھا تو پتھر کو بھی دیکھ رہا تھا کہ جیسے رگڑے اس پر انگلی رکھ دے۔ جہاں روشنی ہوئی اس نے انگلی رکھ دی اور چنگاری کو بُجھا دیا اور اندھیرے میں اطمینان سے چوری کر رہا ہے بالآخر سب سامان اُٹھا کر لے گیا۔ اسی طرح شیطان ہماری نیکیوں کے نور پر اُنگلی رکھتا رہتا ہے یعنی گناہ کرا کے ہماری طاعات کا سارا مال لے جاتا ہے۔

مولانا رُومی فرماتے ہیں کہ جتنا کھیتی کرنا، گندم بونا اور غلہ جمع کرنا ضروری ہے اتنا ہی چوہوں سے ہوشیار رہنا بھی ضروری ہے ورنہ سارا غلہ اُٹھا لے جائیں گے۔ اسی لئے ہمارے اکابر قرآن وحدیث کی روشنی میں تقویٰ کا اہتمام سکھاتے ہیں۔ عبادت چاہے تھوڑی ہو لیکن اگر متقی ہے تو ولی اللہ ہو جائے گا۔ نفل چاہے زیادہ نہ پڑھے رات بھر تہجد نہیں پڑھتا۔ عشا کی فرض نماز پڑھ کر سو جاتا ہے اور صبح جماعت سے فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے، کچھ تلاوت کر لیتا ہے، کچھ تھوڑا سا ذکر کر لیتا ہے لیکن ایک گناہ

نہیں کرتا، گناہوں سے بچتا ہے، ہر وقت نفس کی نگرانی رکھتا ہے یہ شخص اللہ کا ولی ہے اور ایک شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے لیکن صبح جب دکان پر گیا تو خریدنے والی جو ٹیڈی آئی اس نے اس ٹیڈی کی اسٹیڈی شروع کردی یعنی بدنظری کرنے لگا اور اس کو کبھی آپا بنا رہا ہے کبھی خالہ بنا رہا ہے، مزے لے لے کر باتیں کر رہا ہے یہ شخص ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ گناہوں سے نیکیوں کا سارا نور ختم ہو جاتا ہے۔

اس لئے دوستو! تقویٰ کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا ولی وہ ہے کہ جو مخلوق کو نہ ستائے، مخلوق کے ساتھ مخلص رہے یہاں تک کہ کافر کے ساتھ بھی مخلص رہے یعنی اللہ کے حکم کا پابند رہے۔ کسی کافر عورت کے ساتھ بھی زنا جائز نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو شیطان بہکاتا ہے کہ یہ تو کافر ہے مالِ غنیمت ہے لُوٹ لو۔ وہ جہاد پر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے جہاد میں کافر عورتیں قید کر لی جاتی تھیں اور مُسلمانوں کو مال غنیمت کے طور پر ملتی تھیں۔ اب وہ قانون ختم ہو گیا۔ بین الاقوامی معاہدہ سے لونڈی اور غلام بنانا اب ختم ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ کسی کافر عورت کے ساتھ بھی بدنظری جائز نہیں۔ کسی کافر لڑکے ساتھ بھی بدنظری جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق مسلمان کے ذمہ ہیں۔ جب صحابہ ملک شام فتح کرنے جا رہے تھے تو عیسائیوں نے ان کے راستہ میں خوبصورت لڑکیاں کھڑی کر دی تھیں کہ یہ مُسلمان جب ان خوبصورت لڑکیوں کو دیکھیں گے تو ان کا ایمان کمزور ہو جائے گا اور اللہ کی مدد ہٹ جائے گی لیکن فوج کے کمانڈر انچیف نے یہ آیت تلاوت کر دی۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

اے نبی ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی کرلیں۔

صحابہ نے اپنی نظریں نیچی کرلیں اور گذر گئے۔ کسی ایک نے بھی کسی عیسائی

لڑکی کا حُسن نہیں دیکھا۔ ان لڑکیوں نے جا کر اپنے والدین سے کہا کہ آپ لوگوں نے جس مقصد کے لئے ہمیں بھیجا تھا آپ سب اس میں ناکام ہو گئے۔ ارے وہ لوگ تو فرشتے ہیں فرشتے۔ انہوں نے تو ہماری طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

تو دوستو! پُوری مخلوق کے ساتھ مخلص رہئے۔ جتنی مخلوق ہے سب کو دُعا میں شامل کیجئے۔ کیسے؟ اے اللہ کافروں کو ایمان عطا کر دے۔ جیسے کوئی نالائق بیٹے کے لئے باپ سے کہے کہ آپ اس پر رحم کر دیجئے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے کہئے کہ ساری دُنیا کے کافروں کو ایمان عطا کر دے اور ایمان والوں کے لئے دُعا کیجئے کہ اے اللہ ایمان والوں کو تقویٰ دے دیجئے یعنی اپنا ولی خاص بنا لیجئے، اہلِ مصیبت کو اہلِ عافیت بنا دیجئے۔ جو مریض ہیں ان کو صحت دے دیجئے۔ یہاں تک کہ چیونٹیوں کے لئے بھی دُعا مانگئے کہ اے اللہ بلوں میں جو چیونٹیاں ہیں ان پر بھی رحمت نازل فرما دے۔ مچھلیوں کے لئے بھی دُعا کر لیجئے کہ اے اللہ دریاؤں میں سمندروں میں جو مچھلیاں ہیں ان پر بھی رحم فرما دیجئے۔ اللہ والوں کا تو یہ کام تھا کہ ساری مخلوق کی خیر خواہی اور اکرام کرتے تھے۔ دیکھئے اگر آپ کی کسی سے دوستی ہے تو آپ اس کی بلّی کا بھی اکرام کرتے ہیں، اس کے کتے کا بھی اکرام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کا جو ہمدرد ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ کسی عورت پر بدنگاہی مت کیجئے، کسی کافر کو بھی بُری نظر سے مت دیکھئے ساری مخلوق کے ساتھ مخلص رہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو جائیں گے۔

حضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ (مشکوٰۃ ص۴۲۵)

ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے لہٰذا اللہ کے نزدیک سب سے پیارا بندہ

وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔

ایک دن حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ نے جو حضرت حکیم الامت کے بہت خاص خلیفہ تھے بتایا کہ ایک دفعہ پیرانی صاحبہ نے حضرت حکیم الامت سے فرمایا کہ میں کل ایک رشتہ داری میں جا رہی ہوں آپ میری مرغیوں کو آٹھ بجے کھول دیجئے اور تھوڑا سا دانہ دے دیجئے اور پانی پلا دیجئے۔ اب حکیم الامت ڈیڑھ ہزار کتابوں کے مصنف وہ کیا جانیں مرغیوں کو کھولنا، دانہ پانی دینا۔ حضرت بھول گئے۔ خانقاہ میں آگئے۔ اندازاً ساٹھ خطوط روزانہ آتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے علماء کے خطوط ہوتے تھے۔ اب جواب لکھنا چاہتے ہیں تو کوئی جواب نہیں آتا۔ تفسیر بیان القرآن لکھنا چاہتے ہیں تو کوئی مضمون نہیں آتا۔ قلم رک گیا۔ دل میں اندھیرا آ رہا ہے۔ پھر اللہ سے روئے کہ اے اللہ! اشرف علی سے کیا غلطی ہوگئی۔ آپ مجھے اس پر تنبیہ فرما دیں تاکہ میں اس سے توبہ کرلوں۔ دل میں آواز آئی کہ اے اشرف علی۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ سے تعلق قوی ہوجاتا ہے تو دل میں آوازیں آنے لگتی ہیں کہ یہ کرلو، یہ نہ کرو ؎

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

تو حضرت کو آواز آئی کہ تم نے میری ایک مخلوق کو بند کر رکھا ہے۔ مرغیاں گھبرا رہی ہیں۔ آٹھ کے بجائے نو بج چکے ہیں ایک گھنٹہ سے وہ بے چین ہیں۔ میری ایک مخلوق تمہاری وجہ سے تکلیف میں ہے پھر تم کو علوم کیسے دیئے جائیں ایسی حالت میں تم سے سرکاری کام کیسے لیا جائے گا۔ جاؤ جلدی سے مرغیوں کو کھولو۔ حضرت دوڑے۔ خانقاہ سے جا کر مرغیوں کو کھولا اور جلدی سے دانہ دیا اور پانی پلایا اور جب لوٹ کر آئے تو سارے علوم پھر جاری ہو گئے۔

دوستو! مُرغیوں کو تکلیف پہنچ جانے کا یہ واقعہ سُن رہے ہیں لیکن آج ہم نے بیویوں کو ستا ستا کر ان کا ناک میں دم کر رکھا ہے تو بتائیے کس قدر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و غضب ہم لوگ مول لے رہے ہیں۔ مجھے تو آج یہی مضمون بیان کرنا تھا لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مضامین بیان ہو گئے۔

اب اصل مضمون شروع کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں سفارش نازل فرمائی ہے۔ قرآن پاک میں فرماتے ہیں

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (پارہ ۴ سورہ نساء)

اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔

کیوں صاحب اگر مُلک کا وزیرِ اعظم آپ کو خط لکھ دے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا کیونکہ تمہاری بیوی میری بیٹی کے ساتھ پڑھی ہوئی ہے تو بتائیے آپ اس کو ستا سکتے ہیں۔ ارے بھائی اگر ایک شیر آپ کے ساتھ چلے اور کہہ دے کہ آج کسی ٹیڈی کو مت دیکھنا ورنہ سمجھ لو کہ اگر میں صرف "ہُوں" سے آواز لگا دوں تو تمہارا قبض ٹوٹ جائے گا تو آپ کیا کریں گے۔ آپ دونوں ہاتھوں کو آنکھوں پر رکھ لیں گے اور کہیں گے کہ شیر صاحب! دیکھو بدگمانی نہ کرنا۔ میں کسی کو دیکھ نہیں رہا ہوں۔ آہ! ایک مخلوق سے ہم اتنا ڈرتے ہیں۔ حیدر آباد سندھ (پاکستان) میں ہم شیر دیکھنے گئے۔ مجھے شیر دیکھنے کا شوق ہے خصوصًا وہ شیر جس کے داڑھی بھی ہوتی ہے اور پٹے بھی ہوتے ہیں بالکل شیخ کی شکل میں ہوتا ہے اس کا نام شیر ببر ہے۔ خدا کی شان کہ اس دن ملازم پنجرے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا۔ مائیک سے اعلان ہُوا کہ جتنے آدمی چڑیا گھر میں ہیں سب بھاگ جائیں۔ اس وقت شیر آزاد ہے۔ کسی پر بھی حملہ کر سکتا ہے۔ آپ سمجھئے کہ جو بڈھے لاٹھی ٹیک کر بڑی مشکل سے چل رہے تھے وہ ایسا بھاگے ہیں کہ ہرن

بھی شرما جائے۔ جان ایسی پیاری چیز ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں اعلان ہُوا کہ شیر پنجرے میں چلا گیا ہے۔ پنجرے میں گوشت ڈالا گیا تھا جس سے شیر اندر چلا گیا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا ہے۔ دیکھئے شیر سے ہم لوگ اتنا ڈر جاتے ہیں لیکن جو شیر کا پیدا کرنے والا ہے اس سے کتنا ڈرنا چاہیئے۔ شیر جب دہاڑتا ہے تو زمین ہل جاتی ہے۔ اللہ کی ڈانٹ میں کیا آواز ہو گی۔ قیامت کے دن جب اعلان ہوگا خُذُوْہُ پکڑو اس نالائق کو فَغُلُّوْہُ زنجیروں میں جکڑ دو ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ پھر اس کو جہنم میں داخل کر دو۔ کیا آواز ہو گی کیا قیامت کا دن ہو گا۔ آج نفس کے مزہ کے لئے ہم لوگ سانڈ کی طرح ہر کھیت میں منہ ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور اس کا کیا انجام ہے اس کی فکر نہیں۔

ہاں تو اللہ تعالیٰ کی سفارش ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ بیوی چاہے جوان ہو چاہے بڈھی ہو چاہے اس کے منہ میں دانت نہ ہوں بلکہ جب بڈھی ہو جائے تو اور زیادہ اس کا خیال رکھو۔ جب جوانی تھی تو خُوب پیار کیا۔ اب جب دانت ٹوٹ گئے، گال پچک گئے تو اس کو حقیر سمجھ رہے ہیں، یہ بات ٹھیک نہیں۔ اس بڈھی کا بھی خیال کرو کیونکہ تمہارے ہی ساتھ بڈھی ہوئی ہے۔ پہلے طبیعت سے پیار کرتے تھے اب اللہ کا حکم سمجھ کر اس کے ساتھ شفقت کرو۔ اگر اس کے سر میں درد ہو جائے تو دَوا لے آؤ۔ اس کے ساتھ رحمت سے پیش آؤ۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھاتے وقت ایک ہی قصہ ساری زندگی سُناتے رہے اور کوئی قصہ ان کو یاد بھی نہیں تھا۔ جب طالب علم پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو فرماتے تھے اچھا بھائی ایک قصہ سُنو۔ اور طالب علم کون تھے حضرت شیخ الحدیث کے والد مولانا یحییٰ صاحب اور میرے شیخ کے اُستاد مولانا ماجد علی جونپوری اور بہت سے دُوسرے طالب علم سب قصہ سُن کر ہنس پڑتے تھے اور وہ قصہ کیا تھا۔

دہلی میں ایک بڈھا ایک بڈھی رہتے تھے۔ کوئی اولاد نہیں تھی۔ اسی سال کا بڈھا اسی سال کی بڈھی ایک لحاف میں سوتے تھے ایسی محبت تھی۔ بڈھا بغیر اجازت پیشاب بھی نہیں کرتا تھا۔ جب پیشاب لگتا تو کہتا تھا کہ اے شیخانی میں مُوتوں گا وہ بڈھی کہتی تھی ہاں ہاں مُوت لو۔ حضرت مولانا گنگوہی یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے چہرہ پر مسکراہٹ بھی نہیں آتی تھی اور طلباء ہنس پڑتے تھے۔

بعض لوگوں کو اس کا غم ہے کہ ہمارے ماں باپ سے غلطی ہوگئی۔ ہماری بیوی جیسی حسین ہونی چاہئے ویسی نہیں ہے۔ اماں نے غلط انتخاب کیا تھا۔ آنکھ میں موتیا بند تھا۔ گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر گئی تھیں انتخاب کرنے۔ اماں کو بھی کوس رہے ہیں کہ گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر دھوکہ کھا گئیں۔ اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ سب جوڑے مقدر ہیں۔ اللہ کے لکھے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ جس کی قسمت میں اللہ نے جو لکھ دیا اس پر راضی رہو۔ یہ بیویاں جنت میں حُوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ علامہ آلوسی نے رُوح المعانی میں پارہ نمبر ۲۷ سورہ رحمٰن کی تفسیر کے ذیل میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پُوچھا کہ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنّت میں حُوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں؟ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سوال کر کے قیامت تک عورتوں پر احسان کر گئیں۔ آج آپ اپنی بیویوں کو یہ یہ حدیث ضرور سُنا دینا جو اختر سے آپ سُن رہے ہیں۔ یہ سوال کیوں کیا۔ ساری عورتوں کی طرف سے وکالت کا حق ادا کر دیا۔ کیونکہ عورتیں دیکھتی ہیں کہ عام لوگ جب کوئی اچھی شکل سڑکوں پر دیکھ لیتے ہیں تو اس دن اپنی بیویوں کو ٹھیک سے نہیں دیکھتے۔ دیکھتے ہیں تو ذرا نظر نیچی کر کے۔ یہ بدنظری کے گناہ کا وبال ہوتا ہے۔ بریانی دیکھ کر دال دیکھی نہیں جاتی۔ دال پر یاد آیا کہ ایک شاعر جو گوشت کا عاشق تھا اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا ۔

پکاؤ گی جس دن تم ارہر کی دال
سمجھ لو اسی دن مرا انتقال

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ! جنت میں مسلمان بیبیاں حُوروں سے بھی زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ پوچھا وَبِمَ ذَالِكَ ایسا کیوں ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ حُوروں نے نمازیں نہیں پڑھی ہیں روزے نہیں رکھے ہیں، شوہروں کی خدمت نہیں کی ہے، بچے جننے کی تکلیف نہیں اُٹھائی ہے اور مسلمان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں حج کیا ہے، شوہروں کی خدمت کی ہے، بچے جننے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ أَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوهَهُنَّ النُّوْرَ (رُوح المعانی ص۱۲۶ ج ۲۷)

ان کی نمازوں، روزوں اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کے چہروں پر اللہ اپنا نور ڈال دے گا جو مستزاد ہوگا، اضافی ہوگا۔ حُوروں کے اندر وہ نور نہیں ہوگا۔ اللہ جس پر اپنا نور ڈال دے اس کے حُسن کا کیا عالم ہوگا۔

دُنیا کی زندگی چند دن ہے۔ ریل کے پلیٹ فارم پر اچھی چائے نہیں ملتی تو آپ کیا کہتے ہیں ارے میاں جیسی بھی ہے پی لو گرم پانی ہی سہی نزلہ زکام سے تو بچ جاؤ گے۔ گھر چل کر اچھی والی پئیں گے۔ دُنیا ایک پلیٹ فارم ہے۔ یہاں بیوی جیسی ملی ہے اس کے ساتھ نباہ دو۔ جنت میں یہ حُوروں سے زیادہ حَسین بنادی جائیں گی۔ یہ نہیں کہ اگر بیوی کم حَسین ہے تو ہر وقت اس کو طعنہ دے رہے ہیں ستا رہے ہیں۔ سوچو اگر تمہاری بیٹی کم حسین ہوتی تو تم کیا چاہتے۔ کیا یہ پسند کرتے کہ داماد اس کو ستائے۔ بولو دوستو! اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر کہو جو اختر کہہ رہا ہے۔ اگر آپ کی بیٹی کم حَسین ہو یا غصہ والی ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد اس کی پٹائی کرے۔

ڈنڈے مارے، گالیاں دے اور کہدے کہ تو کہاں سے میری قسمت میں لکھی ہوئی تھی بھنگن جمعدارن کہیں کی۔ میرے پاس ایک رئیس آئے۔ کہنے لگے کہ میری بیٹی کو آپ کوئی تعویذ دے دیں۔ اس میں بڑا غصّہ ہے جس کے پاس بیاہ کے جائے گی اس سے نہ جانے کتنے ڈنڈے پائے گی۔ ابھی شادی بھی نہیں ہوئی اور ابھی سے فکر ہے۔

دوستو! ہماری بیبیاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں اپنی بیٹی کے لئے آپ تعویذ لیتے ہیں یا نہیں۔ دوستو اور بزرگو! بتائیے اگر آپ کی بیٹی کو داماد ستاوے، اس کی طرف نہ دیکھے یا جھڑک دے کسی بات پر۔ وہ بات کرنا چاہتی ہے یہ تسبیح لئے بیٹھے ہیں۔ دن بھر تو وہ بے چاری آپ کی منتظر تھی۔ آپ دکان میں گیس بھروا رہے تھے یا کوئی کپڑا بیچ رہا تھا۔ دن بھر کی ترسی ہوئی منتظر کہ اب میرا شوہر آئے گا تو اس سے دل بہلائیں گے اور آپ گھر آکر تسبیح لے کر بیٹھ گئے۔ بابا بایزید بسطامی اور بابا فریدالدین عطار بھی شرما جائیں ان کو دیکھ کر۔ اور مُنہ گھر میں کیسے داخل ہوتے ہیں۔ آنکھ بند کر کے تسبیح پڑھتے ہوئے گویا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بتائیے کیا بیویوں کا یہی حق ہے ؟

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تھے تو مُسکراتے ہوئے آتے تھے۔ آنکھ بند کر کے عرشِ اعظم پر نہیں رہتے تھے زمین والوں کا حق بھی ادا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کو اُمّت کا کتنا غم تھا۔ ہر وقت کفار سے مقابلہ۔ ایک جہاد ختم ہوا، ابھی تلوار رکھنے نہیں پائے کہ دُوسرے جہاد کا اعلان ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود کبھی ایسا نہیں ہُوا کہ آپ گھر میں داخل ہوئے ہوں اور چہرۂ مُبارک پر تبسّم نہ ہو۔

اپنی بیویوں کے پاس مسکراتے ہوئے آنا، یہ سنّت آج چھوٹی ہوئی ہے۔ جو

بے دین ہیں وہ فرعون بن کر آتے ہیں، بڑی بڑی مونچھیں تان کر کے، آنکھیں لال کر کے تاکہ ذرا رُعب رہے ایسا نہ ہو کہ مجھ کو کچھ کہہ دے اس لئے اس پر رعب جمانے کے لئے نمرود اور فرعون بن کر آتے ہیں اور جو دیندار ہیں وہ بابا بایزید بسطامی اور خواجہ معین الدین اجمیری اور بابا فرید الدین عطار بن کر آتے ہیں۔ مراقبہ میں آنکھیں بند کئے ہوئے گویا عرش پر رہتے ہیں، زمین کی بات تو جانتے ہی نہیں۔ دونوں زندگیاں سنت کے خلاف ہیں۔ گھر میں اپنی بیویوں کے پاس جائیے تو مسکراتے ہوئے جائیے، اس سے باتیں کیجئے۔ تسبیحات سے زیادہ ثواب اس وقت یہ ہے کہ اس کا حق ادا کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے اچھے اخلاق والا وہ ہے جس کے اخلاق بیوی کے ساتھ اچھے ہیں۔ ہم دوستوں میں خوب ہنسیں گے خوب لطیفے سُنائیں گے اور بیوی کے پاس جاکر سنجیدہ بزرگ بن جائیں گے، مُنہ سکوڑے ہوئے جیسے ہنسنا جانتے ہی نہیں۔ اور وہ بے چاری تعجب میں ہے کہ یا اللہ میں دن بھر منتظر تھی کہ رات میں آئے گا تو اپنے شوہر سے ہنسوں بولوں گی اور یہ پتھر کا بُت بنا ہوا ہے۔

یہ مسکرانا ہنسنا بولنا عبادت میں داخل ہے۔ رات بھر نوافل میں جاگنا اور بیوی سے بات نہ کرنا یہ صحابہ کی سنت کے بھی خلاف ہے۔ ایک کم عمر صحابی کے پاس ایک بڑی عمر کے صحابی گئے۔ انہوں نے عبادت شروع کردی تو ان بزرگ صحابی نے فرمایا

اِنَّ لِضَیْفِکَ عَلَیْکَ حَقًّا

تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے۔ میں تمہارا مہمان ہوں۔ مجھ سے باتیں کرو۔
اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اب اپنی بیوی کا حق ادا کرو

اِنَّ لِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا اس سے بھی باتیں کرو۔

تو میرے دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کے لئے اس آیت میں سفارش نازل کی ہے۔ تو خدا کی سفارش کو رد کرنے والوں کے لئے حکیم الامت کے الفاظ ہیں، میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مجدّد تھے اپنے زمانہ کے وہ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بیویوں کو ستائے، ان سے اچھے اخلاق سے پیش نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کر دے یہ بے غیرت مرد ہے، کیونکہ وہ کمزور ہے، تمہارے قبضہ میں ہے۔ اس کے باپ اور بھائی دُور ہیں، اور دو تین بچوں کے بعد تو اور بھی کمزور ہو جاتی ہے اور مرد صاحب انڈے کھا کھا کر مشٹنڈے رہتے ہیں پھر وہ اس کو ڈنڈے لگاتے ہیں، اپنی طاقت دکھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیا کروں صاحب! میں تو غصہ میں پاگل ہو جاتا ہوں۔ کہتا ہوں کہ تولیہ صاف کرو تو نہیں کرتی۔ آج ہی کہا تھا کہ تولیہ دھو دینا لیکن نہیں دھویا۔ ارے بھائی! آپ نے بیوی کو خادمہ کیوں سمجھ رکھا ہے۔ اپنا تولیہ خود دھو لیجئے۔ بیوی اس لئے تھوڑی دی گئی ہے کہ آپ کے کپڑے ہی دھوتی رہے۔ خود دھو لیجئے لیکن اس کو نہ ستائیے۔ غصہ میں پاگل نہ بن جائیے۔ میرے ایک دوست ہیں کراچی میں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو غصہ بہت ہے ہم تو غصہ میں پاگل ہو جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے غصہ کبھی پاگل نہیں ہوتا۔ غصہ بہت ہوشیار ہے۔ غصہ کمزوروں پر پاگل ہوتا ہے۔ سیر بھر طاقت والا آدھا سیر طاقت والے پر غصہ اتارتا ہے لیکن اسی وقت اگر سوا سیر والا تگڑا آ گیا محمد علی کلے کی طرح اور باکسنگ کا ایک مُکّا دکھایا تب اس وقت غصہ کیا کہتا ہے۔ معاف کر دینا، معاف کر دینا اور ہاتھ جوڑ کر بلّی بن گئے۔ اب یہ عقل کہاں سے آ گئی۔ ابھی تو پاگل تھے۔ معلوم ہُوا کہ غصہ میں کوئی پاگل نہیں ہوتا یہ سب حماقت اور بے وقوفی کی بات ہے۔

پھر بھی میں علاج بتائے دیتا ہوں۔ جدّہ سے میرے پاس کراچی ایک خط آیا کہ مجھ میں اور میرے بیوی بچّوں میں غصہ بہت ہے۔ سارا خاندان ایک عذاب بنا ہُوا ہے۔ میں نے ان کو لکھا کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سات مرتبہ پڑھ کر کھانے پر دم کر دیں جب دسترخوان بچھے اور سب کھانے بیٹھیں، اور دم کرتے وقت ذرا سی تھوک کی چھینٹیں بھی پڑ جائیں مگر ذرہ کے برابر۔ یہ نہیں کہ ایک تولہ گرا دو۔ پھر کون کھائے گا۔ ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے خُرُوْجُ الْبُزَاقِ مِنَ الْفَمِ دم کرتے وقت تھوک کے ذرا سے ذرات گر جائیں۔ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ ایک مہینہ بعد خط لکھا کہ اللہ کے رحمٰن ورحیم نام کے صدقہ میں ہم سب میں شانِ رحمت آگئی، ہمارے غصّے ختم ہو گئے، ہم معتدل المزاج ہو گئے۔ اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔

دوستو! مشورہ تو کرو۔ آج بزرگوں سے، اللہ والوں سے یا اللہ والوں کے غلاموں سے تعلق ہم نے چھوڑ دیا۔ خود ہی اپنا علاج کرتے ہیں پھر فائدہ کیسے ہو۔ کوئی مرض رُوحانی ایسا نہیں جو اچھا نہ ہو۔ آپ پُوچھ کر دیکھئے عمل کر کے دیکھئے۔ چالیس سال کے گناہ کی عادت بھی کسی کو ہو مشورہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ اگر اچھے نہ ہوں تو کہنا کہ اختر مسجد میں کیا کہہ رہا تھا۔ لیکن مریض خود بخود اچھا نہیں ہوتا معالج سے مشورہ کرے۔ جو رُوحانی معالجین متبع سُنت بزرگوں کے صحبت یافتہ و اجازت یافتہ ہیں ان سے مشورہ لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ گناہ چھُوٹ جائیں گے۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں اگر اس کے تگڑے تگڑے موٹے موٹے بھائی محمد علی کلے کی طرح آجائیں اور کہہ دیں کہ کیوں بھائی میری بہن کو کیوں ستا رہے ہو تب دیکھیں کیسے ستاتے ہو۔

دوستو! اللہ سے ڈرو۔ دیکھو آسمان والا دیکھ رہا ہے کہ یہ میری بندی کو

کس طرح رکھتا ہے۔ بیویوں کا دل اتنا حساس ہوتا ہے کہ ان کو ذرا سا جھڑک دو کہ ہم آج بہت تھکے ہوئے ہیں تم کو کیا۔ دن بھر پڑی رہتی ہو۔ وہ رات بھر روتی ہے اس کو نیند نہیں آتی۔ آہ اس کی پہنچتی ہے آسمان پر۔ یا اللہ میں اس کے پیار کی بھوکی تھی کہ مسکرائے گا، کچھ بولے گا۔ یہ تو تھکا ماندہ ایسا آتا ہے کہ بس سو جاتا ہے۔ شوہر صاحب سو گئے اور وہ رو رہی ہے۔ اس کے آنسوؤں کو اللہ دیکھتا ہے۔ ایسے ظالم شوہروں کو میں نے سخت عذاب میں مُبتلا پایا ہے۔ ایک صاحب نے محض اس لئے کہ بیوی کالی کلوٹی تھی، صُورت خراب تھی محض نفس کی ہوس کی وجہ سے چھ بچوں کی ماں ہو جانے کے باوجود اس کو طلاق دے دی۔ یہ کوئی سُنا ہوُا واقعہ نہیں ہے، میرا آنکھوں دیکھا حال ہے۔ کہا کہ میری ماں نے غلطی کر دی تھی، میرا اس سے گذارا نہیں ہوگا۔ ہم اب بہت خوبصورت سے شادی کریں گے۔ اس عورت نے کہا کہ جب میں آپ کو پسند نہیں تھی تو یہ چھ بچّے کہاں سے آ گئے۔ شروع میں ہی مجھے طلاق دے دیتے تو میری شادی آسانی سے ہو جاتی۔ اب تم چھ بچّے والی بنا کر مجھے طلاق دے رہے ہو۔ کہا کہ نہیں بس ہم مجبُور ہیں۔ ہم سے اب برداشت نہیں ہوتا۔ اب میں کسی حسین عورت سے شادی کروں گا۔ اور دے دی تین طلاق۔ جب وہ چھ بچّوں کو لے کر نکلی ہے تو اس نے آسمان کی طرف ایک نظر ڈالی اور بزبانِ حال یہ شعر پڑھا ؎

ہم بتاتے کِسے اپنی مجبُوریاں
رہ گئے جانبِ آسماں دیکھ کر

اس کے بعد دُوسری شادی کی اور بہت خوبصورت سے شادی کی۔ چھ مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ فالج گِر گیا، دس سال تک زندہ رہے بستر پر پیشاب پاخانہ کرتے رہے اور وہ لڑکی بھی بھاگ گئی کہ ایسے سے میرا گذارہ کیسے

ہوگا۔ دیکھئے یہ انجام ہوتا ہے۔ کسی کی آہ مت خریدئیے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بخاری کی حدیث ہے
اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللهِ حِجَابٌ (بخاری ص۳۳۱ ج۱)
مظلوم کی آہ سے ڈرو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ اسی کو ایک اللہ والے شاعر نے کہا ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوموں کی آہ سے ڈرو کہ جب وہ اللہ کو پکارتے ہیں تو قبولیت حق ان کی دعا کا استقبال کرتی ہے۔
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ (جامع صغیر ص۱ ج۲)
سب سے اچھے اخلاق اس کے ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ مہربانی کرتا ہے، ان کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔
حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مزدور ایک مرغی خرید لایا، گھی اور مسالہ بھی لے آیا۔ بڑی محنت کر کے پسینہ کی کمائی سے لایا تھا۔ لیکن بیوی سے نمک تیز ہو گیا، اتنا تیز ہو گیا کہ اس سے کھایا نہیں گیا۔ پانی پی کر اٹھ گیا مگر کچھ نہیں بولا۔ شریف آدمی تھا، اللہ والا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر میری بیٹی کے ہاتھ سے یہ نمک تیز ہو جاتا تو میں کبھی نہ چاہتا کہ داماد اس کو جوتا مارے۔ تو یہ میری بیوی بھی کسی کی بیٹی ہے۔ ہم اپنی بیٹیوں کے لئے تعویذ مانگتے ہیں کہ مولانا صاحب ذرا ایسا تعویذ دے دو کہ میرا داماد میری بیٹی

کو پیار سے رکھے، خطا ہو جائے تو اس کو معاف کر دے، گالیاں نہ دے، جوتے نہ مارے، اس سے منہ نہ پھلائے رہے، ذرا ہنسے بولے آرام سے رکھے۔ بتاؤ بھائی ہم یہ تعویذ لیتے ہیں یا نہیں اپنی بیٹیوں کے لئے۔ اور ہماری آپ کی جو بیویاں ہیں یہ بھی کسی کی بیٹیاں ہیں یا نہیں یا یہ ایسے ہی آسمان سے گر آئی ہیں۔ یہاں بھی وہی سوچئے کہ ماں باپ کا دل کتنا غمگین ہوتا ہے جب وہ جاکر بیان کرتی ہیں کہ آپ کا داماد مجھے اچھی طرح نہیں رکھتا، تکلیف دیتا ہے۔

لہٰذا دوستو! اس نے معاف کر دیا کہ یا اللہ یہ آپ کی بندی ہے چند دن کے لئے مجھے ملی ہوئی ہے۔ کچھ دن بعد نہ ہم ہوں گے نہ یہ ہوگی، سب قبروں میں لیٹے ہوں گے۔ یا اللہ میں آپ کو خوش کرنے کے لئے آپ کی بندی سمجھ کر اس کی خطا کو معاف کرتا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں بیان کرتے ہیں کہ جب اسکا انتقال ہوگیا تو ایک اللہ والے نے اس کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ اے بھائی تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے بڑے گناہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دن تو نے میری بندی کی خطا کو معاف کیا تھا اس کے بدلے میں آج میں تجھ کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھانجے حضرت مسطح رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے ان کی ایک غلطی پر اور قسم کھالی تھی کہ میں ان کو خیر خیرات نہیں دوں گا اور زندگی بھر نہیں بولوں گا۔ چونکہ یہ بدری صحابی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی سفارش نازل فرمائی کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو ایک دفعہ مقبول بناتا ہے پھر اس کو کبھی مردود نہیں کرتا۔ ہم لوگ تو دوست بنا کر پھر مردود کر دیتے ہیں کیونکہ ہم کو علم نہیں ہوتا مستقبل میں کسی کی وفاداری کا۔ اللہ تعالیٰ اسی کو مقبول بناتے ہیں جو

علمِ الٰہی میں ہمیشہ مقبول اور وفادار ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ماضی حال مستقبل سب کا علم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سفارش نازل فرمائی

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ (پارہ ۱۸ سورہ نور)

اے ابوبکر صدیق کیا تم محبوب نہیں رکھتے کہ تم میرے اس بندہ کو معاف کر دو جو بدری صحابی ہے، جنگِ بدر لڑا تھا اور جس کو میں نے اپنا مقبول بنا لیا، غلطی اس سے بے شک ہو گئی لیکن میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم بھی اس کو معاف کر دو اور قیامت کے دن اللہ تم کو بخش دے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

وَاللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لِیْ

خدا کی قسم میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے قیامت کے دن بخش دے۔ میں مسطح رضؓ کو معاف کرتا ہوں اور پہلے سے زیادہ ان پر احسان کروں گا۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک جگہ بیٹھ کر وضو شروع کیا، پھر وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ گئے پھر وہاں سے ہٹ کر تیسری جگہ۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا کہ وہاں چیونٹیاں تھیں وضو کے پانی سے وہ منتشر ہو جاتیں، ان کا خاندان اِدھر اُدھر ہو جاتا جس سے ان کو اذیت پہنچتی۔ یہ ہیں اللہ والے جو چیونٹیوں کو بھی اذیت نہیں دیتے۔

دوستو! اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اپنی اپنی بیویوں سے معافی مانگ لیجئے۔ ابھی سویرا ہے، قیامت کا دن بہت گاڑھا دن ہوگا۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر مجھ سے کوئی اذیت پہنچ گئی ہو، غصہ میں کچھ کہہ دیا ہو تو اس کو معاف کر دو۔ اور رہ گیا یہ کہ وہ ہمیں کیوں ستاتی ہیں تو سمجھ لیجئے کہ اگر عورتوں کا مجمع ہوتا تو ان کے سامنے میں آپ کی طرف داری کرتا، ان کو سمجھاتا کہ اپنے شوہروں کی عزت کرو،

ان کو ناراض مت کرو ورنہ تمہاری کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی لیکن اس وقت تو آپ ہمارے ہاتھ لگے ہوئے ہیں، اس لئے مقدمہ آپ کے خلاف دائر ہے تاکہ مردوں کی طرف سے ان کی جو حق تلفی ہو جاتی ہے اس کا تدارک ہو سکے اور بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرنے پر دو واقعات پیش کئے دیتا ہوں جن میں یہ نصیحت ہے کہ اگر بیوی ستاتی ہے، اس کے مزاج میں غصہ ہے، کڑوی کڑوی بات سُنا دیتی ہے تو اس کو برداشت کر لیجئے آپ اللہ کے پیارے ہو جائیں گے۔ مثال کے طور پر آپ کی بیٹی کڑوی زبان والی ہے لیکن داماد آپ کو شریف مل گیا اور آپ کی بیٹی نے آکر کہا کہ میں کڑوی بات کہتی ہوں ستا دیتی ہوں، غصہ بھی مجھ میں بہت ہے لیکن ابا آپ کا داماد تو فرشتہ ہے فرشتہ۔ مجھ سے کبھی کوئی بدلہ نہیں لیتا بلکہ مُسکرا کر باہر چلا جاتا ہے، کچھ نہیں بولتا۔ دوستو! ہم لوگ سینہ میں دل رکھتے ہیں۔ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ ابا کا دل کیا کہے گا۔ کیا اس کا دل نہیں چاہے گا کہ کوئی بلڈنگ ہوتی تو داماد کو لکھ دیتا، کار ہوتی تو اس کو دے دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی جو بندیاں کڑوے مزاج والی ہیں، غصہ والی ہیں ان کی کڑوی باتوں کو جو برداشت کر رہے ہیں تو وہ ربّا بھی ایسے بندوں سے ایسا خوش ہو جاتا ہے کہ ان کو نسبت مع اللہ کا تعلق مع اللہ کا نہایت اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے، اپنا بہت بڑا ولی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بناتا ہے۔

اب دو واقعات سُنا کر تقریر ختم کرتا ہوں۔ میرا ارادہ تو مختصر بیان کا تھا، لیکن آپ حضرات کی برکت سے مضامین آگئے اور یہ بھی سوچئے کہ کراچی سے یہاں کا فاصلہ کتنا ہے۔ یہاں بار بار آنا آسان نہیں۔ نہ آپ میری زبان بار بار پائیں گے نہ میں آپ کے کان پاؤں گا۔ زبان کراچی کی ہے کان ساؤتھ افریقہ کے ہیں۔ لہٰذا ذرا دیر ہوگئی تو کیا تعجب ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی

صاحب نے بزرگوں کے دو واقعات سنائے تھے وہ سُن لیجئے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اتنے نازک مزاج تھے کہ بادشاہ آیا اور پانی پی کر صراحی پر پیالہ ٹیڑھا رکھ دیا۔ حضرت نے صبر کر لیا لیکن سر میں درد ہو گیا۔ کچھ دیر بعد عرض کیا کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ خدمت کے لیئے آپ کو کوئی نوکر دے دوں۔ اس کی تنخواہ ہم شاہی خزانہ سے دیں گے۔ فرمایا کہ بھائی اب تک تو میں نے صبر کیا لیکن اب برداشت نہیں ہے۔ جب آپ کو صراحی پر پیالہ رکھنا نہیں آتا، پیالہ کو ٹیڑھا رکھ کر میرے سر میں درد کر دیا تو آپ کے نوکر کا کیا حال ہوگا۔ بس معاف کیجئے۔ آپ نوکر نہ دیجئے۔ اتنے نازک تھے۔ اگر نماز پڑھنے کے لیئے دہلی کی جامع مسجد جاتے ہوئے راستہ میں چارپائی ٹیڑھی پڑی ہوئی دیکھ لی تو سر میں درد اوڑھنے کی رضائی میں اگر سلائی ٹیڑھی ہو گئی تو سر میں درد۔ ان کو الہام ہُوا کہ اے مظہر جان جاناں تو بڑا نازک مزاج ہے۔ میری ایک بندی ہے، زبان کی بہت کڑوی ہے، اگر تُو اس سے شادی کر لے اور اس کے ساتھ نباہ کر دے تو میں سارے عالم میں تیرا ڈنکا پٹوا دوں گا، تجھ کو اتنی عزت دوں گا کہ ساری دُنیا میں تیرا نام ہو جائے گا، تجھ سے دین کا زبردست کام لونگا۔ فوراً جا کر شادی کر لی۔ اب صبح و شام صلوات سُن رہے ہیں۔ صلوات یعنی ٹیڑھی ٹیڑھی کڑوی کڑوی باتیں۔ لیکن کیا انعام ملا۔ ان کے خلیفہ شاہ غلام علیؒ اور ان کے خلیفہ ہوئے مولانا خالد کردیؒ شام میں۔ ان ہی کے سلسلہ میں مفسرِ عظیم علامہ سید محمود بغدادیؒ داخل ہوئے اور ان ہی کے سلسلہ میں علامہ شامی ابنِ عابدینؒ بیعت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ڈنکا پٹوا دیا۔

ایک طالب علم نے کہا کہ آج میں نے آپ کے لیئے کھانا مانگا تو آپ کو بہت بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔ آپ نے کیوں ایسی عورت سے شادی کی حضرت

مرزا مظہر جان جاناںؒ نے فرمایا کہ بے وقوف اس کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرنے سے اللہ نے مجھ کو اتنا تعلق، اتنا قُرب عطا کیا ہے کہ آج سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹ رہا ہے۔ مجھے اللہ نے ایسی عزت دی جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مخلوق کی ایذاء پر صبر سے اللہ تعالیٰ انعام بھی بہت بڑا دیتے ہیں۔

دُوسرا واقعہ سُنئے۔ ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ یا اللہ مجھ کو کوئی کرامت دے دے۔ یہ تیری بندی بہت کڑوی کڑوی بات کرتی ہے۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ آپ کوئی کرامت دے دیں تاکہ میں اپنی بزرگی کا رعب اس پر جما دوں اور پھر یہ مجھ کو ولی اللہ سمجھ کر میری بد دعا کے ڈر سے مجھے نہیں ستائے گی۔ آسمان سے آواز آئی کہ اپنی چارپائی پر بیٹھ جا۔ میں اس کو اُڑنے کا حکم دے دونگا۔ چارپائی کے ساتھ اس کے اُوپر سے اڑ جا۔ پھر اس کو بتا دے کہ دیکھ میں نے تجھ کو کیسی کرامت دکھائی۔ اب تو مجھے بزرگ مان لے اور مجھے مت ستا۔ چارپائی پر بیٹھتے ہی وہ چارپائی اڑنے لگی۔ صحن کے اُوپر سے اڑا وہ بزرگ اور بیوی کے اوپر آنگن پر خاص طور سے کئی دفعہ اُڑ کے دکھایا۔ پھر آ کر پُوچھا کہ تم نے آج کوئی بزرگ دیکھا۔ کہا کہ آج ایسے بزرگ دیکھے جو آسمان پر اُڑ رہے تھے۔ میرے صحن پر سے کئی دفعہ گذرے۔ بزرگ ان کو کہتے ہیں۔ ایک تُو ہے کہ خواہ مخواہ بزرگ بنا ہُوا ہے، ہر وقت زمین پر دھرا ہوا ہے۔ کبھی تو نے بھی اُڑ کر دکھایا۔ ان بزرگ نے کہا کہ خدا کی قسم وہ میں ہی تھا۔ خدا نے آج مجھے کرامت دی۔ تو کہتی کیا ہے ارے توبہ توبہ! جب ہی تو میں کہوں کہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے۔ دیکھا آپ نے نِی نکال دی، آنجکشن لگا دیا، تو آنجکشن نہیں دیا ان کو۔ زبردست آنجکشن لگایا کہ فِيهِ نَظَرٌ ارے تم تھے جب ہی ٹیڑھے ٹیڑھے اُڑ رہے تھے۔ دیکھا! کرامت کو بھی اس نے گڑ بڑ کر دیا۔

ایک واقعہ اور یاد آگیا وہ بھی سُن لیجئے ۔ شاہ ابُوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے ۔ صاحبِ کرامت تھے ۔ ایک ہزار میل سے ایک شخص ان سے مُرید ہونے آیا ۔ شیخ جنگل میں لکڑیاں لینے گئے تھے ۔ اس نے گھر کے باہر سے ان کی اہلیہ سے پُوچھا کہ شیخ کہاں ہیں ۔ اندر سے آواز آئی کہ ارے وہ شیخ کہاں ہیں شیخ ہیں ، وہ بالکل بزرگ نہیں ہیں خواہ مخواہ تم لوگ چکر میں پھنسے ہوئے ہو ۔ رات دن تو میں اس کے ساتھ رہتی ہوں میں خُوب جانتی ہوں ، تم کیا جانو ۔ اب وہ بے چارہ تو رونے لگا کہ یا اللہ میں ایک ہزار میل سے ان کو بزرگ سمجھ کر آیا ہوں اور یہ عورت کیا کہہ رہی ہے ۔ محلہ والوں نے کہا کہ یہ عورت بہت بدتمیز ہے ۔ یہ اُن کا ظرف ہے جو اس کو برداشت کر رہے ہیں ۔ جاؤ جنگل میں جا کر شیخ کو تلاش کرو ۔ جنگل گئے تو دیکھا کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر بیٹھے ہوئے آ رہے ہیں اور لکڑیوں کا گٹھڑ بھی اس کی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں ہے ۔

اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ شاید تم میرے گھر سے ہو کر آ رہے ہو جو تمہارا چہرہ اُترا ہوا ہے ، بیوی سے کچھ شکایت سُنی ہوگی ، اس کا خیال مت کرو ۔ میں جو اس سے نباہ کر رہا ہوں اور اس کی بدزبانی اور کڑوی باتوں کو برداشت کر رہا ہوں اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت دی ہے کہ یہ شیرِ نر میرے قبضہ میں ہے اور میں اس سے بے گاری کا کام لے رہا ہوں روزانہ اس پر لکڑی لادھ کر لے جاتا ہوں اور یہ سانپ کا کوڑا اللہ نے مجھے دیا ہے ۔ جب شیر نہیں چلتا تو سانپ کے کوڑے سے اس کو مارتا ہوں ۔ مولانا جلال الدین رُومیؒ نے مثنوی میں اس قصہ کو بیان فرمایا اور اس موقع پر ایک شعر لکھا ہے جس کو مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ پڑھا کرتے تھے اور مست ہو کر پڑھتے تھے ؎

گر نہ صبرم می کشیدے بارزن

اگر میرا صبر اس کڑوی زبان والی عورت کو برداشت نہ کرتا، اس عورت کی تلخ مزاجیوں کے بوجھ کو میرا صبر نہ اُٹھاتا

کے کشیدے شیر نر بے گار من

تو بھلا یہ شیر نر میری بے گاری کرتا، میری مزدوری کرتا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے صدقہ میں دیا ہے۔

دوستو! میں یہی بات عرض کر رہا ہوں کہ بیویوں کے معاملہ میں اچھے اخلاق سے پیش آئیے، ان کی کڑوی زبان کو برداشت کر لیجئے۔ نہ برداشت ہو تو تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جائیے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر بیوی کڑوی بات کر رہی ہو تو ایک گلاب جامن اس کے منہ میں ڈال دو تاکہ گالی بھی میٹھی میٹھی نکلے۔ عام لوگ ڈنڈے سے اس کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بیویاں ڈنڈوں سے ٹھیک نہیں ہوتی ہیں۔

دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے

اَلْمَرْاَۃُ کَالضِّلْعِ

عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے۔ کیونکہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا اس میں کچھ نہ کچھ ٹیڑھا پن تو رہے گا۔

اِنْ اَقَمْتَھَا کَسَرْتَھَا

اگر ان کو سیدھا کرو گے تو توڑ دو گے، طلاق تک نوبت پہنچ جائے گی۔

وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِھَا اسْتَمْتَعْتَ بِھَا وَفِیْھَا عِوَجٌ

اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو فائدہ اُٹھالو اور اس میں ٹیڑھا پن رہے گا جس طرح ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اُٹھار ہے ہو یا نہیں یا کبھی ڈاکٹر کے پاس

گئے کہ میری پسلی کو سیدھا کر دو۔ اسی طرح عورت کے ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ اس سے راحت بھی مل جائے گی، اولاد بھی اس سے ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ولی اللہ اس سے پیدا ہو جائے جو قیامت کے دن آپ کی مغفرت کا ذریعہ ہو۔

وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ (پارہ ۲ سورہ بقرہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے لئے خیر ہوتی ہے۔ تم سمجھ رہے ہو کہ اس کی ناک چپٹی ہے، اس کا رنگ کالا ہے، مجھے حسین ملنی چاہئے تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کوئی ولی اللہ عالم حافظ پیدا کر دے جو قیامت کے دن آپ کے کام آئے۔ اس لئے صُورت پہ مت جائیے۔ بعض وقت زمین کالی اور خراب ہوتی ہے مگر اس سے غلّہ بہت بہترین نکلتا ہے۔ کالی کلوٹیوں سے ولی اللہ پیدا ہو گئے اور گوری چٹیوں سے بعض وقت شیطان پیدا ہوئے۔ اس لئے بیویوں کو حقیر مت سمجھئے، رنگ و روغن مت دیکھئے، جیسی بھی ہیں ان سے نباہ کر لیجئے۔ اگر ان سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو ان کے فِطری ٹیڑھے پن کو برداشت کرنا پڑے گا۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں وَفِيهَا عِوَجٌ۔

بخاری کی اس حدیث کی شرح میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں [ارشاد الساری صـ۴۸ ج ۸]

فِيْهِ تَعْلِيْمٌ لِلْإِحْسَانِ إِلَى النِّسَاءِ

اس حدیث پاک میں تعلیم ہے عورتوں کے ساتھ احسان کرنے کی

وَالرِّفْقِ بِهِنَّ

اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی

وَالصَّبْرِ عَلٰى عِوَجِ أَخْلَاقِهِنَّ

اور ان کے اخلاقی ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کی

لِاِحْتِمَالِ ضُعْفِ عُقُوْلِهِنَّ

کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے۔ جن کی عقل کم ہوتی ہے وہ جلدی لڑ جاتے ہیں۔ مردوں اور بچوں میں بھی دیکھئے جس کی عقل کم ہوگی وہ زیادہ لڑتا ہے۔ یہ بھی عقل کی کم ہیں اس لئے ان کی تو تو میں میں کو برداشت کیجئے۔ دیکھئے کتنی زبردست تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے کہ عورتوں کو سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو۔ ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرو۔

اور اب یہ آخری حدیث سُنا کر مضمون کو ختم کرتا ہوں جس کو بہت لوگ شاید آج پہلی بار سُنیں گے۔ تفسیر رُوح المعانی میں موجود ہے۔ اگر رُوح المعانی ہو تو جس وقت عُلما چاہیں ان کو دکھا سکتا ہوں۔ کوئی بات میری انشاء اللہ تعالیٰ بغیر دلیل نہیں ہوگی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں (رُوح المعانی ص۱۴ ج ۵)

یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا عورتوں کا مزاج ایسا ہے کہ جو شوہر کریم ہوتے ہیں، شریف ہوتے ہیں، جو انتقام نہیں لیتے، ڈنڈے نہیں مارتے بلکہ ڈنڈے کے بجائے انڈے ہی کھلاتے ہیں ایسے کریم النفس شوہروں پر یہ غالب آجاتی ہیں۔ جانتی ہیں کہ بدلہ نہیں لے گا، گالی نہیں دے گا اس لئے اس سے تیز زبان سے بولتی ہیں کہ ہم نے تو تم سے کہا تھا کہ ایسا کپڑا لانا، تم کیسا لے آئے۔ میں نے چپل کے لئے کہا تھا تم لیتھڑے اٹھا لائے اور میں نے اچھے کپڑے کو کہا تھا تم چیتھڑے لے آئے اور میں نے کہا تھا کہ چائے کی اچھی اچھی پیالیاں لانا تم ٹھیکرے لے آئے۔ چیتھڑے، لیتھڑے اور ٹھیکرے پر لڑ رہی ہے اور وہ بے چارہ مسکرا کر کچھ نہیں بولتا۔ یَغْلِبْنَ کَرِیْمًا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے الفاظ نبوّت ہیں کہ نیک، لائق اور کریم شوہر پر عورتیں غالب آجاتی ہیں۔ وَيَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ اور کمینے لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں جوتے لگاکر، ڈنڈے مار کر۔ بے چاری کمزور ہوتی ہیں۔ ان کا باپ بھائی کوئی وہاں ہوتا نہیں۔ ایک لات دو گھونسے مار دیئے۔ آہ بھر کر بے چاری خاموش ہوگئی اور مارے ڈر کے پھر کبھی ناز بھی نہ دکھایا۔ حالانکہ یہ ان کا شرعی حق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تُو ناراض ہوتی ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے۔ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے رسُول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ میں آج کل آپ سے رُوٹھی ہوئی ہوں۔ فرمایا کہ جب تو مجھ سے ناراض رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ اِبْرَاهِیْمَ ابراہیم کے رب کی قسم۔ میرا نام نہیں لیتی اور جب مجھ سے خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم۔ تو ہنس پڑیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُول آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔ (بخاری ص۷۸۸ ج۲)

معلوم ہُوا کہ عورتوں کو تھوڑا سا رُوٹھنے کا بھی حق حاصل ہے۔ اگر وہ منہ پھلا لیں تو گھونسہ مار کر مت پچکائیے گلاب جامن منہ میں ڈال کر ٹھیک کیجئے۔ اگر ناراض ہے اس کو خوش کیجئے۔ پُوچھئے کہ کیا تکلیف ہے آپ کے حق میں مجھ سے کیا کوتاہی ہوگئی۔ گلاب جامن چھپا کر لے جائیے، چُپکے سے اس کے منہ میں ڈال دیجئے۔ بیویوں کے منہ میں لقمہ ڈالنا سُنّت ہے یا نہیں۔ کبھی تو اس پر بھی عمل کر لیجئے لیکن لقمہ سے مُراد یہ نہیں کہ چٹنی ڈال دو کہ مرچوں سے اس کو پیچش شروع ہو جائے۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا

یہ کون فرمارہا ہے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں، چاہے۔ بیویاں مجھ سے بلند آواز سے بات کریں۔ لیکن میں اپنی اخلاقی بلندیوں کے مناثر کو گرنے نہ دوں اپنی اخلاقی بلندیوں کو قائم رکھوں ، ان پر کریم رہوں ، ان کی باتوں کو برداشت کرلوں، اللہ کی بندیاں سمجھ کران کو معاف کردوں۔

وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا

اور میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں کمینہ اور بداخلاق ہوکران پر غالب آجاؤں اور میری اخلاقی بلندیوں میں نقصان آجائے۔

ایک مرتبہ ہماری مائیں ذرا کچھ زور سے بول رہی تھیں۔ کچھ نان ونفقہ کے بارے میں گفتگو فرمارہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے سب خاموش ہوگئیں۔ کیونکہ آواز سن لی تھی کہ آج ذرا تیز آواز سے باتیں ہورہی ہیں تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیو ! میری ماؤں!تم نبی سے تیز آواز سے بولتی ہو اور عمر سے ڈر گئیں ۔ تو کیا فرمایا ہماری ماؤں نے ۔ ہماری ماؤں نے فرمایا کہ اے عمر تم سخت دل ہو اور ہمارا پالا رحمۃ للعٰلمین سے ہے، ہمارا نبی رحمت سے پالا ہے۔ تمہارے مزاج میں شدت ہے ہمارا نبی شدید نہیں ہے وہ رحمۃ للعٰلمین ہے ، ناز اُٹھانے والا ہے جب ہی تو ہم ان پر ناز کرتے ہیں۔(بخاری صفحہ۵۲۰ ج۱)

سُبحان اللہ کیا بات فرمائی۔

بے چاری عورتیں کیا ناز کریں گی ایسے شوہروں پر کہ جن کو ذرا سی کوئی بات کہی اور ایک لگادیا۔ اور عجیب بات ہے کہ دن بھر پٹائی کی اور رات کو گود میں لے کر بوسے لے رہے ہیں۔ بتائیے کہ یہ انسان ہے یا جانور ہے کہ صبح تو ڈنڈے لگارہا ہے

اور رات کو محبت کا اعلیٰ مقام پیش کر رہا ہے ۔ دن کو بھیڑیا اور رات کو مجنوں بن گئے ۔

دوستو ! اگر کوئی ایسے حالات ہوں جیسے نماز نہیں پڑھتی تو علماء سے پُوچھئے کہ کیا کروں ۔ فضائلِ نماز اس کے سرہانے رکھ دیجئے یا روزانہ پڑھ کر سنائیے لیکن مار پیٹ کا طریقہ اچھا نہیں ۔ جہاں تک ہو سکے برداشت کیجئے لیکن اگر کوئی ایسی سختی کی ضرورت پیش آ جائے تو میں منع نہیں کرتا ، کچھ اجازت بھی ہے لیکن دین کے معاملہ میں ۔ جیسے وہ سینما دیکھنے کے لئے کہے اس وقت آپ سختی کریں ، ٹی وی اور وی سی آر لانے کی فرمائش کرے تو آپ دین کے معاملہ میں نرم نہ پڑیں ۔ کہہ دیں کہ ہرگز وی سی آر نہیں آئے گا ، ہرگز گناہ کا کام ہمارے گھر میں نہیں ہو گا ۔ اگر وہ بچّوں کے لئے پلاسٹک کی بلّی لے آئے تو بے شک تصویر کو گھر میں نہ رہنے دیجئے لیکن ذرا حکیمانہ انداز سے کام کیجئے اور وہ حکیمانہ انداز یہ ہے اور میں نے دوستوں کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ دو رین (رین جنوبی افریقہ کے سکّہ کا نام ہے ۔ جامع) کی پلاسٹک کی بلّی لائی ہے تو آپ ۵ رین کا ہوائی جہاز لے آئیے ، اس سے زیادہ اچھی اور قیمتی چیز جو شرعاً جائز ہو پہلے بچوں کے لئے لے آئیے مثلاً ہوائی جہاز ہے ، ریل گاڑی ہے ، گیند ہے لاکر بچوں کو دیجئے ورنہ اگر کچھ نہ دیا اور پلاسٹک کی بلی کے گلے پر آپ نے چھُری پھیر دی تو بچّے روئیں گے اور بیوی آپ سے لڑے گی کہ کل تک تو تم داڑھی منڈاتے تھے پتلون پہنتے تھے ایک چلّہ تبلیغ میں لگا کر بڑے مولانا بن گئے ۔ بڑے ظالم ہو بچّوں کا دل دُکھا دیا ، وہ رو رہے ہیں ان کا دل بہل جاتا تھا وہ بھی تمہیں گوارا نہ ہوا ۔ اس لئے کسی اچھی اور جائز اور اس سے بہتر چیز یا کھلونے سے پہلے بچوں کو بہلا دیجئے اس کے لئے مال خرچ کیجئے ، کنجوسی نہ کیجئے ، پھر پلاسٹک کی بلّی کو چُپکے سے غائب کر دیجئے اور توڑ کر پھینک دیجئے ۔ کیونکہ زندہ چیزوں

کی تصویر رکھنے سے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے چاہے جانور کی تصویر ہو یا آدمی کی ہو، چاہے ولی اللہ کی ہو کسی کی تصویر رکھنا جائز نہیں، سخت گناہ ہے۔

تو دوستو! یہ چند باتیں میں نے عرض کر دیں۔ آج آپ لوگ اپنی بیویوں کو ایک خوش خبری تو یہ سُنا دیں کہ جنت میں تمہارا حُسن حُوروں سے زیادہ کر دیا جائے گا تاکہ ان عورتوں کو جو یہ احساسِ کمتری ہے کہ ہماری شکل بگڑ گئی ہے خوشی سے بدل جائے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بڈھے کے بال تو سفید ہوتے ہیں لیکن اندر نفس کی داڑھی کے بال کالے رہتے ہیں۔ بڈھا بھی نہیں چاہتا کہ کسی بُڑھیا سے شادی کروں، چاہتا ہے کہ کسی کم عمر سے ایک شادی اور کر لوں خود ستر سال کا ہے لیکن چاہے گا کہ شادی چالیس سال والی سے کروں کبھی نہیں کہے گا کہ ستر سال کی بڑھیا سے میری شادی کر دو۔ لہٰذا بھائیو بیوی بڈھی ہو یا جیسی بھی ہو جس جس نے اپنی بیویوں کو رُلایا ہو، ان کی آہ نکالی ہو، ان کے آنسو بہائے ہوں، آج جا کر ان سے معافی مانگ لے۔ ان سے کہئے کہ انشاء اللہ اب میں تمہیں خالی بیوی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر تمہارے ساتھ نہایت اچھے اخلاق سے پیش آؤں گا، جیسا کہ میں اپنی بیٹی کے لئے چاہتا ہوں کہ میرا داماد اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، اس کی خطاؤں کو معاف کرے آج سے میں تمہاری خطاؤں کو بھی پیشگی معاف کرتا ہوں اور تمہیں کبھی نہیں رُلاؤں گا، کبھی ناراض نہیں کروں گا۔ اس طرح سے اس کو خوش کر دیجئے اور صرف زبانی جمع خرچ ہی نہیں سنوارین یا کم و بیش اس کو ہدیہ بھی دے دیں۔ صرف زبانی معافی کہ معافی چاہتا ہوں، معافی چاہتا ہوں اور رین ایک بھی نہیں نکالا جاتا یہ علامت بھی کنجوسی کی ہے۔ جیسا کہ مولانا رُومیؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور وہ رو رہا تھا کہ ہائے میرا کتا مر رہا ہے دس سال کا پالا ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ تمہارے سر پر جو ٹوکرا

ہے اس میں کیا ہے۔ اس نے کہا کہ روٹیاں ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ پھر یہ روٹی کیوں نہیں دے دیتے ہو اور رو رہے ہو کہ کتا بھوک سے مر رہا ہے۔ کہا کہ دیکھئے صاحب یہ آنسو تو مفت کے ہیں اور روٹیوں میں تو میرے رین لگے ہیں رین۔ یعنی روٹیوں میں پیسے لگے ہیں آنسو مفت کے ہیں۔ تو ایسا نہ کیجئے، ان کو کچھ ہدیہ پیش کیجئے۔

حکیم الامت نے کمالاتِ اشرفیہ میں ایک حق بیویوں کا یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ماہ ان کو کچھ جیب خرچ دے دو اور پھر اس کا حساب نہ لو کہ تم نے کہاں خرچ کیا۔ اللہ نے جس کو جتنا دیا ہے اسی اعتبار سے کچھ ماہانہ مقرر کردیں۔ اگر دس ہزار رین کی آمدنی ہے تو ایک رین مت پکڑائیے، اوس مت چٹائیے پچاس رین دے دیجئے، سو رین دے دیجئے بلکہ زیادہ دیجئے اور دے کر بھول جائیے اور اس سے کہہ دیجئے کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو خرچ کرو، اس کا میں کوئی حساب نہیں لوں گا۔ یہ ماہانہ جیب خرچ اس کا حق ہے کیونکہ وہ مجبور ہے کما نہیں سکتی۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ میرا بھائی آیا ہے غریب ہے اس کو ہدیہ دے دوں۔ اگر اس کے پاس کچھ نہ ہوگا تو کہاں سے دے گی اس لئے اس کے جذبات وخواہشات کی رعایت ہے ساری زندگی آپ کے ساتھ پابند ہے، رفیقۂ حیات ہے آپ کے دروازہ سے باہر نہیں جا سکتی، ساری زندگی تمہارا ساتھ دے رہی ہے اس لئے ہر طرح سے اس کی راحت وآرام کی رعایت ضروری ہے۔

ایک بات اور عرض کردوں کہ ایک صاحب تھے جو دُوسری عورتوں پر نظر مارتے تھے اور کم حُسن کی وجہ سے اپنی بیوی کو حقیر سمجھتے تھے۔ ان کو ہیضہ ہوگیا چشم دید واقعہ بتا رہا ہوں۔ دست پر دست اور قے پر قے آنے لگی۔ ان کی عورت نے ان کا پیشاب پاخانہ دھویا۔ اتنی خدمت کی اتنی خدمت کی کہ جب

وہ شخص اچھا ہوگیا تو پھر رویا کہ اے میری بیوی تُو نے میرا پاخانہ دھویا جن عورتوں کو ہم دیکھتے تھے آج وہ کوئی عورت کام نہیں آئی۔ کام تو تُو ہی آئی۔ ارے میاں جب چارپائی پر بُڈھا پڑا ہوتا ہے کوئی بیماری آجاتی ہے تو وہی بڈھی کام آتی ہے اس لئے ان کو حقیر نہ سمجھئے۔ اگر آج سب حضرات نے اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے رہنے کا ارادہ کرلیا اللہ پر نظر کرتے ہُوئے کہ میرے اللہ کی بندی ہے تو اختر کا آنا وصول ہوگیا انشاء اللہ تعالیٰ۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان معروضات کو قبول فرمالے، اگر ایک وعظ بھی میرا قبول ہو جائے تو کراچی سے یہاں تک آنے کی ساری تکلیف وصول ہو جائے۔

آج آپ وعدہ کرلیں کہ گھر جاکر اپنی اپنی بیویوں سے میری جو بات یاد رہے نقل کردیں۔ الہ آباد میں جو ہندوستان کا ایک شہر ہے وہاں ایک بہت بڑے عالم نے جو مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے عزیز بھی ہیں اور ایک بڑے ادارہ کے مہتمم ہیں، انہوں نے اپنے یہاں بیان کرایا تھا۔ رات کو ان کی بیوی نے بھی میرا بیان سُنا تو اپنے شوہر صاحب سے کہا کہ اتنے بڑے عالم ہو کر آپ نے کبھی ہمیں یہ نہ سُنایا کہ ہماری شکلیں جنت میں حُوروں سے زیادہ اچھی ہو جائیں گی۔ لہٰذا یہ مولانا جو آیا ہے جس نے اتنی بڑی بشارت سُنائی ہے میں اس کو بہت تگڑا ناشتہ کرانا چاہتی ہوں یعنی انڈے پراٹھے وغیرہ۔ تو دوستو! آج اپنی بیویوں کو یہی بات سُناؤ آپ لوگوں کو کل تگڑا ناشتہ ملے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔

بس دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور جو کچھ عرض کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرمائے۔ اے اللہ نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی زندگی، اطاعت کی زندگی، اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجئے۔

ہم نے آپ کی مخلوق میں کسی پر بھی ظلم کیا ہو، ایک چیونٹی بھی ہم سے کچل گئی ہو ہماری نالائقی اور غفلت سے، یا بیویوں کو ہم نے ستایا ہو یا خاندان والوں کو یا ماں باپ کو ناراض کیا ہو تو ہم کو تلافی کی توفیق عطا فرما ان سے معافی مانگنے کے لئے رجوع ہونے کی توفیق عطا فرما۔ اپنی مخلوق کے معاملہ میں ہمارے کفیل ہو جائیے، قیامت کے دن ان سے معافی دلانے کے لئے کفالت قبول فرمائیے اور جو زندہ ہیں ان کے حقوق ادا کرنے کی اور ان سے معافی مانگنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ہم سب کو اپنے حقوق میں بھی معاف کر دیجئے اور اپنی مخلوق کے حقوق میں بھی معاف کر دیجئے۔ اللہ ہم سب کو صاحبِ نسبت بنا دیجئے۔ جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں اے اللہ کسی کو محروم نہ فرمائیے، اختر مُسافر ہے، آپ مُسافر کی دُعا کو قبول فرماتے ہیں ہم سب کو صاحبِ نسبت کر دیجئے کسی کو محروم نہ فرمائیے، سب کو اللہ والا بنا دیجئے، جو لوگ یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اپنا بنا لیجئے۔ اے اللہ ہم سب کے خاندان والوں کو ہماری بیویوں کو بچوں کو اولاد کو بھی نیک بنا دیجئے اللہ والا بنا دیجئے، بچیوں کو اللہ والی بنا دیجئے، ہماری دُنیا بھی بنا دیجئے آخرت بھی بنا دیجئے۔ اللہ اس وعظ کو قبول فرما لیجئے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم يا ذا الجلال و الاكرام يا ذا الجلال والاكرامۃ اللهم انك انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن لهٗ كفوا احد اللهم انك مليك مقتدر ماتشاء من امر يكون اسعدنا فى الدارين وكن لنا ولا تكن علينا و انصرنا على من بغىٰ علينا و اعذنا من هم الدين وقهر الرجال وشماتة الاعداء وصل وسلم يارب على

نبیك محمّد صلی اللہ علیه وسلم اللهم یا رجاء المؤمنین لا تقطع رجاءنا یارجاء المؤمنین لا تقطع رجاءنا یارجاء المؤمنین لا تقطع رجاءنا یاغیاث المستغیثین اغثنا یا معین المؤمنین اعنا یا محب التوابین تب علینا اللهم انا نسئلك من خیر ماسألك منه نبیك محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ونعوذبك من شر مااستعاذ منه نبیك محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وانت المستعان وعلیك البلاغ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واٰله وصحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین ۃ

گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی تدبیر

فرمایا کہ خانگی مفسدات (گھریلو جھگڑوں) سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں کیونکہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہے۔

(ارشادات حضرت تھانویؒ ص۱۲)

میاں بیوی کے حقوق

میاں اور بیوی میں تعلقات کشیدہ ہونے کی اصل بُنیاد عام طور پر ایک دُوسرے کے حقوق ادا نہ کرنا ہے، اسی سے جھگڑے ہوتے ہیں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اس لئے دونوں پر لازم ہے کہ ایک دُوسرے کے حقوق پہچانیں اور پھر ان تمام حقوق کو ادا کرنے کی از سرِ نو پُوری پُوری کوشش کریں، جہاں کہیں کوتاہی ہو رہی ہو کھُلے دل سے اس کا اعتراف کریں اور جلد ہی اس کا تدارک کرلیں اگر ایسا کرنے لگیں تو شاید ہی کوئی رنجش ہو۔ یہاں مختصراً دونوں کے چند شرعی حقوق ذکر کیئے جاتے ہیں۔

خاوند پر بیوی کے یہ حقوق ہیں:۔

۱: بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

۲: اعتدال کے ساتھ اس کی ایذا پر صبر کرنا یعنی اگر بیوی سے کوئی خلافِ طبع اور ناگوار بات صادر ہو تو اس پر صبر کرنا برداشت کرلینا اور نرمی سے اس کو سمجھا دینا تاکہ آئندہ وہ خیال رکھے معمولی معمولی بات پر غصہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

۳: غیرت میں اعتدال رکھنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو خواہ مخواہ بیوی سے بدگمانی کرے اور نہ بالکل اس کی طرف سے غافل ہوجائے۔

۴: خرچ میں اعتدال رکھنا، یعنی حد سے زیادہ تنگی نہ کرے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دے، میانہ روی اختیار کرے۔

۵: حیض و نفاس کے احکام سیکھ کر بیوی کو سکھلانا، نماز پڑھنے اور دین پر چلنے کی تاکید رکھنا، بدعات و رسُومات سے منع کرنا۔

۶: اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان میں حقوق برابر رکھنا۔

۷: بقدرِ ضرورت اس سے جماع (ہمبستری) کرنا۔

۸: بقدرِ ضرورت رہنے کے لئے مکان دینا۔

۹: کبھی کبھی بیوی کے محارم اور قریبی عزیزوں سے اس کو ملنے دینا۔

۱۰: اس کے ساتھ ہمبستری کی باتیں دُوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔

۱۱: ضرورت کے وقت بیوی کو مارنے اور تنبیہ کرنے کی جو حد شریعت نے بتلائی ہے اس سے زیادہ مار پیٹ نہ کرنا۔

بیوی پر شوہر کے یہ حقوق ہیں:۔

۱: ہر جائز کام میں خاوند کی اطاعت کرنا، البتہ خلافِ شرع اور گناہ کے کام میں معذرت کر دے۔

۲: خاوند کی حیثیت سے زیادہ نان و نفقہ کا مطالبہ نہ کرنا۔

۳: شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دینا۔

۴: شوہر کی بلا اجازت اس کے گھر سے نہ نکلنا

۵: شوہر کی بلا اجازت اس کے مال میں سے کسی کو نہ دینا۔

۶: اس کی بلا اجازت نفل نماز نہ پڑھنا اور نفل روزہ نہ رکھنا۔

۷: خاوند صحبت کے لئے بلائے تو شرعی ممانعت اور رکاوٹ کے بغیر انکار نہ کرنا۔

۸: خاوند کو اس کی تنگدستی یا بدصورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔

۹: اگر خاوند میں کوئی بات خلافِ شرع اور گناہ کی دیکھے تو ادب کے ساتھ منع کرنا۔

۱۰: اس کا نام لے کر نہ پکارنا۔

۱۱: کسی کے سامنے اس کی شکایت نہ کرنا۔

۱۲: اس کے سامنے زبان درازی اور بدزبانی نہ کرنا۔

۱۳: اس کے والدین کو اپنا مخدوم سمجھ کر ان کا ادب و احترام کرنا، ان کے ساتھ لڑ جھگڑ کر یا کسی اور طریقے سے ایذا نہ پہنچانا۔

(دین کی باتیں و حقوق الاسلام)

صالح بیوی

قرآن کریم کی رُو سے نیک بیوی وہ ہے جو مرد کی حاکمیت کو تسلیم کرکے اس کی اطاعت کرے، اس کے تمام حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیٹھ پیچھے اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے، اپنی عصمت اور مال کی حفاظت جو امور خانہ داری میں سب سے اہم ہیں ان کے بجا لانے میں خاوند کے سامنے اور پیچھے کا حال بالکل برابر رکھے یہ نہیں کہ خاوند کے سامنے تو اس کا اہتمام کرے اور اس کی عدم موجودگی میں لاپرواہی برتے۔ ایک حدیث میں اس کی مزید تشریح ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو خوش ہو اور جب اس کو کوئی حکم دو تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔" (معارف القرآن)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور فرمانبردار ہو اس کے لئے ہوا میں پرندے، دریا میں مچھلیاں، آسمانوں میں فرشتے اور جنگلوں میں درندے استغفار کرتے ہیں۔"

(بحر محیط)